بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۴	ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ / دسمبر ۲۰۰۶ء	شمارہ : ۱۲

سیّد محمود میاں	**سیّد مسعود میاں**
مدیر اعلٰی	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.................... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ..................................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 7914-2 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311

خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310

فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 092 - 42 - 7726702

موبائل : 092 - 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درس حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
الوداعی خطاب	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۱۲
واقعۂ شہادت سیدنا عثمان غنیؓ	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۳
حج : اجتماعی بندگی کی علامت	حضرت مولانا مصلح الدین صاحب قاسمی	۳۶
زبان کی حفاظت اور اُسکا طریقہ	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۴۰
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۴۳
نبوی لیل ونہار	حضرت مولانا سعد حسن صاحبؒ	۴۶
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۹
رؤیت ہلال اور اہل سرحد	جناب مولانا تنویر احمد صاحب شریفی	۵۲
حضرت مولانا مظفر احمد صاحبؒ	جناب مولانا قاری محمد نور الحسن صاحب	۵۵
دینی مسائل		۵۹
اخبار الجامعہ		۶۳

آپ کی مدتِ خریداری ماہ ....ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ.............روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ، ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد !

گزشتہ ماہ کے وسط میں برطانیہ کے وزیرِ اعظم ٹونی بلیئر نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اِس موقع پر اسلام آباد کی فیصل مسجد کا بھی اُن کو دورہ کرایا گیا۔

مسجد کو اُن کے دورہ میں شامل کرنے کی کوئی خاص وجہ ہماری سمجھ میں تو نہیں آسکی البتہ اِس دورہ کا وبال ضرور سامنے آیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ۲۰ نومبر کو فیصل مسجد کے دورہ کے موقع پر فیصل مسجد میں عصر یا مغرب کی اذان نہ دی جاسکی۔ اذان جو کہ اسلام کے شعائر میں سے ایک شعار ہے اور صلوٰۃ وفلاح کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اللہ کی سرزمین پر اسلام کی بالادستی اور کفر کی زیر دستی کی علامت بھی ہے۔ مسلمان اِس کے ذریعے اپنی اہم عبادت نماز کے اوقات کی آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اِس موقع پر جس قدر بھی اہتمام ہوسکتا تھا اس ''دعوتِ تامہ'' کا اظہار کیا جاتا۔

حضرت اقدس والد گرامی نور اللہ مرقدہ، کے پاس بحیثیتِ امیر مرکزیہ جمعیت علماء اسلام جامعہ میں ملاقات کی غرض سے امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے قونصلر اور سفارتی وفود آتے رہتے تھے۔ اِس موقع پر وہ بطور خاص ہدایت فرماتے تھے کہ مقرر کردہ خوش آواز مؤذن ہی اذان دے کوئی اور نہ دے۔ فرماتے تھے انہیں اس کا مطلب تو سمجھ نہیں آئے گا شاید خوش الحانی ان کی ہدایت کا سبب بن جائے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان (حواس باختہ ہوکر) گوز مارتا ہوا بھاگ کھڑا ہوتا ہے حتی کہ اُس کو اذان کی آواز نہیں پہنچتی۔ ظاہر ہے شیطان کے فرار سے ہدایت کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو چاہیے تھا کہ اِسی اعتقاد کے ساتھ اس خیر کے عمل کو زندہ رکھتے تو ہدایت اگر نہ بھی ہوتی تو ثواب تو بہر حال مل جاتا مگر اُنہوں نے اذان بند کرا کر کفر کے برابر اقدام کیا۔

اسلامی احکامات میں یہ بات شامل ہے کہ اگر حاکمِ وقت اذان بند کرائے تو رعیت اُس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہوئے ہتھیار اُٹھا سکتی ہے۔ نبی علیہ السلام جب کسی مقام پر حملہ کرنے کا اِرادہ فرماتے تھے تو نمازوں کے اوقات میں احتیاطاً کان لگاتے کہ کہیں سے اذان کی آواز آرہی ہے یا نہیں؟ اگر آواز آرہی ہوتی تو حملہ نہ کرتے ورنہ حملہ کر دیتے تھے۔ اذان کو اسلامی شعار اور علامت قرار دیا جاتا ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ اسلام سے اپنی اِس بے مروتی اور بزدلانہ حرکت پر اللہ سے بھی معافی مانگیں اور مسلمان رعیت سے بھی، بصورتِ دیگر اِس فعلِ کفر پر خدائی پکڑ کے لیے تیار ہو جائیں۔

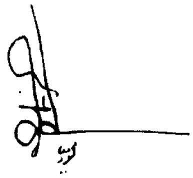

دُعائے صحت کی اپیل

حضرت مولانا سید وحید میاں صاحب کے بڑے صاحبزادے حافظ سعید میاں سلمہٗ جو کہ ہندوستان میں ۲۸ ر رمضان المبارک کو ٹریفک حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے، دماغی چوٹ کی وجہ تا حال بے ہوش ہیں۔ ڈاکٹروں نے اُن کی حالت کو مزید نازک قرار دیا ہے قارئین کرام سے اُن کی صحت یابی کے لیے دُعاوں کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

انبیاء اور فرشتوں کی فراست ۔ دُنیا کا سب سے پہلا مفصل معاہدہ ''اقوامِ متحدہ'' کی مدینہ منورہ پر چڑھائی ۔ کفار کی سیاسی اور فوجی شکست اقدامی جہاد ۔ حضرت سعدؓ کا جنازہ ہلکا ہونے کی وجہ

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

کیسٹ نمبر ۵۱ سائیڈ بی (۱۹۸۵۔۹۔۱۳)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ نقل کرتے تھے کہ حضرتِ سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ جب اُٹھایا گیا تو وہ بہت ہلکا تھا۔تو جو منافقین تھے وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ نکتہ چینی کرتے ہی رہتے تھے۔اِنہوں نے کہا کہ یہ تو بہت ہی ہلکا جنازہ تھا۔اَب کفار کے یہاں جنازے بھاری کس وجہ سے ہوجاتے تھے اور بھاری کو وہ کیوں پسند کرتے تھے اِس کی کوئی معین وجہ تو نہیں ہے۔البتہ ان کا دستور تھا کہ جو میت کا مال ہوتا تھا وہ بھی ساتھ لے جاتے تھے قبرستان تک۔وہ مال ساتھ میں رَکھ دیتے ہوں گے تو وہ بھاری ہوجاتا ہوگا۔تو اِسلام میں یہ طریقہ نہیں ہے۔یا یہ ہے کہ وہاں واقعی اَثرات پڑتے ہیں جنازے کے بھاری اور ہلکے ہونے میں، کہ گناہوں کی وجہ سے بھاری، گناہ کم ہوں تو کم بوجھ۔بہرحال اُنہوں نے ایک بات بلا وجہ کی اُڑادی اور اُس میں پھر یہ ہوجاتا ہے کہ جن لوگوں کو پتہ نہیں ہے یا جن لوگوں نے کوئی بات پُرانی سن رکھی ہے اُس کے مطابق

اُن کے اپنے اپنے پریشان کُن خیالات دوڑنے شروع ہو جاتے تھے، اور پریشان کُن خیالات اپنی ذات کے بارے میں ہوں، گھر والوں کے بارے میں ہوں، تجارت کے بارے میں ہوں، دُنیا کے بارے میں ہوں یا دین کے بارے میں ہوں، اُن سے پریشان ہوتا ہے انسان۔ منافقین کی یہ بات کہنے کی وجہ کیا تھی اُن کے جنازے کے بارے میں؟ وہ برائی کیوں ثابت کرنی چاہتے تھے؟

دُنیا کا سب سے پہلا تفصیلی معاہدہ اور یہودیوں کی بدعہدی :

بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے وہاں کے باشندوں سے معاہدے کیے۔ اُن میں وہاں کے مشرکین بھی تھے، یہودی بھی تھے اور اُس میں یہ تھا کہ ہم سب ایک رہیں گے اور اگر ہمیں کوئی نقصان پہنچائے گا تو ہم سب ایک طرف ہوں گے اور ساتھ رہیں گے۔ کوئی حملہ آور ہوگا تو سب مل کر اُس کا توڑ کریں گے، دفاع کریں گے۔ یہ ایک معاہدہ کیا، بڑا طویل معاہدہ ہے اور شاید دُنیا میں اِس سے پہلے اِتنا مفصل معاہدہ کہیں ملتا نہیں جتنا وہ مفصل معاہدہ تھا۔ نہایت عمدہ طریقے سے۔ لیکن دونوں طبقے مشرکین اور یہود، یہ مسلمانوں کے خلاف درپردہ خفیہ طور پر کام کرتے رہے اور نقصان پہنچانے کی کوشش میں برابر لگے رہے۔ اُن سے کہا بھی جاتا رہا، شکایتیں بھی کی جاتی رہیں، جتایا بھی گیا، سب کچھ ہوا، لیکن پھر بھی بُرائی کی طرف برابر لگے رہے۔ کرتے کیا تھے وہ؟ جوش دِلاتے تھے کفارِ مکہ کو اور اُن سے وعدے کرتے تھے کہ تم آؤ گے تو ہم اِن کا ساتھ نہیں دیں گے ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ یہ نوبت تو کبھی نہیں آئی کہ اُن کا ساتھ دیا ہو مدینے کے یہودیوں نے۔ البتہ صحابہ کرام ؓ کا اور رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ دیا ہو ایسا ضرور ہوا ہے۔ اِتنی ہمت تو نہیں ہوئی کہ کُھل کر اُدھر ساتھ دیں۔ مگر اُن کو اُبھارنا، اُن کو حملے پر آمادہ کرنا، اُن کو خبریں مہیا کرنی، یہ کارروائیاں یہ لوگ کرتے رہتے تھے اور اِن یہودیوں کے دماغ میں یہ تھا کہ ہم بڑی اعلیٰ اور منظّم قوم ہیں [1] اور باقی جو مدینہ منورہ کی اور آبادی تھی مشرک، وہ بھی اِن کے ساتھ ساتھ تھی۔

اقوامِ متحدہ کا مدینہ منورہ پر حملہ اور ناکامی :

تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ایک دفعہ مدینہ منورہ چڑھائی کرکے یہ کفارِ مکہ ابوسفیان ؓ کی قیادت میں آئے، وہ اُس وقت مسلمان نہیں تھے۔ تو جب وہ آئے تو بچاؤ کی تدبیر سوچی گئی، خندق کھودی گئی،

---

[1] جیسا کہ آج کل بھی یہودی عیسائی قادیانی آغا خانی اور پرویزیوں کا اپنے بارے میں ایسا ہی خیال ہے۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

پھر خدا نے کیا اُن کو شکست ہوگئی۔ شکست اِس معنٰی میں ہوئی کہ اُنہوں نے تو بڑی اچھی تدبیر کی تھی کہ بہت سے قبیلوں سے اُنہوں نے دستے لے لیے تھے (جیسے نیٹو یا اقوامِ متحدہ کی فوجیں) جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر مسلمانوں کے ہاتھوں کسی بھی قبیلے کا کوئی آدمی مارا جائے تو وہ قبیلہ تو بس دُشمن بن گیا ہمیشہ کے لیے۔ تو اُنہوں نے اِس ترتیب سے ایک محاذ بنایا اور سب کے ساتھ اِتحاد کیا اور ہر ایک سے اُنہوں نے فوج لی اور وہ حملہ آور ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے کیا کہ لڑائی ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ اُدھر خندق درمیان میں آگئی تو دست بدست جنگ جسے کہا جائے وہ ہوئی ہی نہیں۔ تو وہ قبیلوں سے جو لڑائی کرانی چاہتے تھے ابوسفیان، نہایت عمدہ تدبیر تھی وہ ناکام ہوگئی۔ اِن کو جب سترہ اَٹھارہ دن ہوگئے اِسی طرح میدان میں پڑے ہوئے اور لڑائی کی نوبت نہ آئی تو ہر ایک کو گھر یاد آنے لگا، کہا گھر چلیں گھر۔ اور ایسے ہوا کہ آندھی چلی بہت تیز ایسے کہ خیمے اُکھڑ گئے، اور اُن کے کھانے پینے کا سامان سب تلپٹ ہوگیا، دیگیں بھی اُلٹ پلٹ ہوگئیں، تو پھر اُن لوگوں نے کہا کہ یہ تو بددِلی پیدا ہوگئی اور جب فوج میں لڑنے سے بددِلی ہو جائے پھر کیسے لڑیں گے۔

سیاسی اور فوجی شکست :

تو اَب اُنہوں نے یہ مشورہ کیا کہ چلو اِس وقت چلتے ہیں واپس پھر دیکھیں گے۔ لیکن اِتنے لوگوں کو جمع کر لینا ہر دفعہ یہ بڑا مشکل کام ہے، اِس کے لیے تو پورا زور لگایا تھا ابوسفیان نے۔ تو پھر کہیں جا کر جمع کرنے پائے تھے اِتنے قبیلوں سے آدمی۔ یہ ہمیشہ جمع ہونے بہت مشکل ہیں۔ اَب یہاں آئے بھی، وہ جمع بھی ہوئے اور بددِل بھی ہوئے، تو بددِل ہونے کے بعد پھر جمع کرنا یہ بہت مشکل کام ہے۔

مسلمانوں کی سیاسی فتح :

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا کہ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا آئندہ تو ہم اِن سے لڑنے جائیں گے یہ ہمارے اُوپر چڑھائی کر کے نہیں آئیں گے۔ یہ خبر دی ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اور اِسی طرح ہوا بھی، ویسے سیاسی طور پر سمجھ میں آتی بھی ہے بات یہ، کہ دوبارہ اُن کو جمع کر کے پھر لانا یہ بہت مشکل کام بن گیا تھا اِس لڑائی کے نہ ہونے کی وجہ سے اور اُن کے بددِل ہونے کی وجہ سے۔ ظاہری چیز یہ ہے، باطنی چیز وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جنابِ رسول اللہ ﷺ کو بتلادی کہ یہ اِس قسم کے اِمتحان کی گویا انتہا ہوگئی۔

اِقدامی جہاد اور یہودیوں کے خلاف کارروائی :

اَب آئندہ جو ہے وہ جہاد رہے گا تم لوگ جاؤ گے وہ نہیں آسکیں گے حملہ آور، پھر ہوا بھی اِسی طرح۔ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تشریف لے آئے اور اپنے ہتھیار اُتارے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ہتھیار اُتار رہے ہیں ہم نے تو اَبھی نہیں اُتارے۔ اُدھر چلیں، کہاں چلیں؟ کہ بنوقریظہ کی طرف، یہ یہودی تھے۔ یہودیوں کے قبیلے تھے بنوقریظہ، بنونظیر، بنوقینقاع۔ یہ بڑے قبائل تھے اور اِن کے رشتے داریاں خیبر میں تھیں۔ تو بنوقریظہ کی طرف اِرشاد ہوا۔ اُنہوں نے کہا کہ چلیں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فوراً جمع کیا اور ابھی یہ لوگ بیٹھنے نہیں پائے تھے گھروں میں جا کر کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فوراً جاؤ اور عصر کی نماز بنوقریظہ میں جا کر پڑھو لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُ ، الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ عصر کی نماز صرف بنوقریظہ ہی میں جا کر پڑھنا، وہ فوراً ہی روانہ ہوگئے بنوقریظہ کی طرف۔ بعض لوگوں کو اِس میں ایسی چیز بھی پیش آئی درمیان میں ایک مسئلہ کے طور پر کہ کچھ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ عصر کا وقت تو تنگ ہوگیا ہے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔ دوسرے اُن کے ساتھیوں نے کہا کہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے کہ وہیں جا کر پڑھنا لہٰذا ہم وہیں جا کر پڑھیں گے۔ تو اُنہوں نے وہاں نہیں پڑھی تو جن لوگوں نے اُتر کر پڑھ لی اور جن لوگوں نے وہاں جا کر پڑھی دونوں کے بارے میں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعد میں اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے کسی کو کچھ نہیں فرمایا کہ تم نے لیٹ کیوں کی یا یہ کہ تم بیچ میں اُتر کر کیوں پڑھنے لگے۔

یہودیوں کی شیخیاں :

بہرحال بنوقریظہ جو تھے وہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ مسلمان جو ہیں یہ جس سے لڑائی اِن کی ہو رہی ہے وہ ہیں مکہ کے رہنے والے۔ اُن کو لڑنے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ اگر ہم سے لڑائی کی نوبت آئی تو ہم بتائیں گے کہ کیسے لڑائی لڑی جاتی ہے، مزہ چکھائیں گے۔ لیکن خدا کی قدرت کہ جب مسلمانوں کا یہ لشکر گیا تو اُنہوں نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ تو اُنہوں نے دروازے بند کر دیے اُن کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ لڑیں۔ باتیں اتنی بناتے تھے اور حال یہ تھا اور غداریاں بار بار کر چکے تھے۔

یہودیوں کے نامزد کردہ ثالث نے اِن ہی کے خلاف فیصلہ دیا :

تو اَب اِن یہودیوں نے بات چیت کرنی چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ

ہمارے اور تمہارے درمیان جو اختلافات، جو جھگڑے، جو دھوکے بازیاں اور نقصان پہنچانے کا سلسلہ تمہارا رہا ہے اُس کا اور ہمارا تمہارا فیصلہ کرنے کے لیے ہم اگر کسی کو حَکَم مقرر کردیں تو کیسا ہے؟ اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ کسے کریں؟ اُنہوں نے خود ہی حضرت سعد ابنِ معاذ رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ کیونکہ یہ مدینہ شریف کے رہنے والے تھے اور اِن کے قبیلے کی اور اِن بنوقریظہ کے یہودیوں کی دوستی چلی آرہی تھی تو دوست قبیلے کے ایک فرد تھے۔ لیکن اُن کے سامنے تھا کہ اِنہوں نے اسلام کو اور مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچایا ہے اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا بلکہ مُسلسل لگے رہے، وہ تحریری معاہدوں کے باوجود اِنحراف کرتے تھے۔ تو یہ تھے تو دوست قبیلے کے، لیکن غُصّہ اِنہیں بہت تھا اِن چیزوں پر۔ تو اِنہوں نے فیصلہ یہ دیا کہ اِن میں جو لڑسکنے والے ہیں اُنہیں ماردیا جائے اور یہ اور یہ ایسے ایسے کیا جائے۔ پھر اِسی طرح کیا گیا جو لڑنے والے نوجوان تھے اُن کو نہیں چھوڑا گیا، حضرت سعد ابنِ معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ دیا۔

غزوۂ خندق میں حضرت سعدؓ کا زخمی ہونا پھر دُعا کرنا بعد ازاں شہادت :

اَب حضرتِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خندق کی لڑائی کے دِنوں میں وہاں تھے ٹھہرے ہوئے تو کوئی تیر لگا بازو پر، مگر وہ لگ گیا ایسی جگہ جہاں پر شہ رگ ہوتی ہے۔ تو اُس سے خون بہتا رہا۔ زخم بھر بھی گیا، ٹھیک بھی ہوگیا، خون رُک بھی گیا۔ تو اِنہوں نے ایک دُعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تو جاننے والا ہے اگر یہ کفار آئندہ مدینے پر حملہ کریں تو پھر تو مجھے زندہ رکھ، ورنہ تو یہ زخم اچھا ہے موت کے لیے، اِسی میں میری موت ہوجائے تو ٹھیک ہے۔ گویا میں رسول اللہ ﷺ کے ایسے موقع پر اگر کام آسکوں کہ وہ کافر چڑھائی کرکے اِدھر آئیں تو پھر تو واقعی میرا کام کرنا ضروری ہے اور میں اپنے لیے سمجھوں گا کہ وہ میرے فرائض میں سے ہے ورنہ تو تیرے پاس آنا زیادہ بہتر ہے۔ گویا شوق اِلٰی لِقَآءِ اللّٰہِ جو تھا اُس کیفیت میں اِنہوں نے یہ کلمات کہے۔ تو یہ اَبھی زندہ تھے، زخمی تھے، جس فیصلے کے لیے آئے یہ فیصلہ زخمی ہونے کے بعد دیا، پھر اَچانک ایسے ہوا کہ وہ زخم پھر کُھل گیا اور خون بہنے لگا اور کسی کو پتہ ہی نہیں چلا، بس خون زیادہ نکلا ہے اور وفات ہوگئی ہے۔ وہ خیمے والے حضرات جو تھے وہ باہر بیٹھے ہوئے ہوں گے، وہ باہر سے اندر جب گئے ہیں کسی نے دیکھا کہ یہ خون بہہ کر آرہا ہے۔ ان سے کہا کہ دیکھیں کیا ہے، یہ خون کیسا ہے؟ جاکر دیکھا تو فَاِذَا سَعْدٌ یَغْزُوْا جُرْحُہٗ اُن کا خون جو تھا وہ زخم سے بہہ رہا تھا، اُسی سے اُن کی وفات ہوگئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہودیوں کی بکواس کی اصل وجہ :

اَب جب وفات ہوئی، جنازہ اُٹھا تو جنازے کو وہ کہنے لگے بڑا ہلکا ہے کیونکہ اُن کے ساتھ اتنی بڑی بات ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے کوئی نہ کوئی بات تو بنانی ہی تھی اور بنانی بھی ایسی بات تھی جو مشرکین کے مزاج کے مطابق ہو وہ کسی لحاظ سے بھاری کو ترجیح دیتے ہوں گے۔ تو اُنہوں نے یہ بات اُڑائی۔ یہ بات جنابِ رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔

جنازہ ہلکا ہونے کی وجہ :

اور جنازہ واقعی زیادہ ہلکا تھا۔ ان کی بات بالکل بے اصل بھی نہ تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ کَانَتْ تَحْمِلُہٗ فرشتے اُن کو اُٹھائے ہوئے تھے۔ تو فرشتوں کا کوئی کام کرنا جو ہے یہ بہت نادر ہے، شاذ و نادر ہے، بہت ہی کم ہے ورنہ ملائکہ آتے ضرور ہیں۔ آنے سے فائدہ خاص یہ ہوتا ہے کہ خدا کی تائید اُس طرف ہو جاتی ہے۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ انجامِ کار وہی جیتیں گے جدھر ملائکہ (رحمت) آئیں گے اور دِلوں کو ایک طرح کا سکون ہوتا ہے۔ باقی یہ کہ وہ خود لڑیں بھڑیں یا کام کریں ایسا نہیں۔

دُنیا میں ایمان بالغیب ضروری ہے :

اگر ایسے ہونے لگے تو پھر یہ دُنیا جو اللہ نے امتحان گاہ بنائی ہے، یہ امتحان گاہ جب ہی تک ہے کہ جب تک کہ یہاں مشاہدہ نہ ہو۔ اِیمان بالغیب رہے، اگر مشاہدہ ہونے لگے تو پھر امتحان گاہ کہاں رہی وہ تو ختم ہو گئی تو ایمان بالغیب مطلوب ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ قرآنِ پاک جب شروع کرتے ہیں تو دوسری تیسری سطر یہ ہے کہ ایمان غیب پر ہے، وہ مطلوب ہے مکلّف لوگوں سے، انسان اور جنات سے اور اِن کے علاوہ جو بھی مخلوق ہے وہ خود خدا کو پہچانتی ہے۔ باقی انسان اور یہ جنات، یہ انہیں نظر نہیں آسکتے، عذابِ قبر کا جنات اِدراک نہیں کر سکتے اور جو وہاں کے ملائکہ ہیں یا اور چیزیں ہیں وہ وہ نہیں دیکھ سکتے۔ اُس میں وہ بھی انسان ہی کی طرح ہیں۔ لیکن بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جو انسان کو نظر نہیں آتیں اُن کو نظر آجاتی ہیں اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ انسان کی نورانیت ترقی کرتی ہے تو انسان کو نظر آجاتی ہیں اُنہیں اُس کی خبر بھی نہیں ہوتی سوائے اِس کے کہ وہ بھی مسلمان ہوں اور اُن کی بھی رُوحانی ترقی ہو۔ بہرحال ملائکہ کا آنا یہ الگ بات ہے، اور ملائکہ کا کسی

جنازے کو سہارا دینا یہ الگ چیز ہے۔ یہ اِن کا اعزاز تھا اور اِس کو محسوس سب نے کیا۔ اور اُنہوں نے جونکتہ چینی کی اُس کی وجہ کیا تھی؟ وہ وہ تھی جو تاریخی ثالثی فیصلہ واقعہ بنوقریظہ کے بارے میں اُنہوں نے کیا تھا اُس ثالثی فیصلے کی وجہ سے اُن کے دلوں میں اُن کی طرف سے برائی بیٹھی ہوئی تھی۔

بھاری جنازہ کو اچھا سمجھنے کی ظاہری وجہ :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ میت کے ساتھ تین جاتے ہیں۔ ایک اَقارب جاتے ہیں، مال بھی جاتا ہے تو مال غالبًا وہ ساتھ رکھ دیتے ہوں گے جنازہ وغیرہ کے تو وہ اور بھاری ہو جاتا ہوگا۔ اور عمل بھی جاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ سمجھتے ہوں گے کہ بھاری جنازہ جس کا جتنا ہو وہ اُتنا اچھا ہے۔ اور فرمایا کہ عمل جو ہے وہ وہاں رہ جاتا ہے اُس کے ساتھ اور باقی دو چیزیں واپس آجاتی ہیں۔ مال بھی واپس آگیا، اہل و عیال اور گھر والے بھی واپس آگئے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اِس کے کہ (یہودیوں کے) دوست قبیلے کے تھے لیکن اللہ نے ایمان اور اِنصاف کی دولت سے اُن کو نوازا تھا۔ لہٰذا جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اُن کا علاج سوائے اِس کے تھا ہی کوئی نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے وہ فیصلہ دیا جو فرشتہ لایا تھا یا جو اللہ نے فیصلہ پسند فرمایا تھا وہ تم نے دیا بِحُکْمِ الْمَلِکِ یا بِحُکْمِ الْمَلَکِ کیونکہ اُن کا علاج اِس کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔

انبیاء اور فرشتوں کی فراست :

اور یہ بات کہ کس کی اصلاح ہو سکتی ہے کس کی نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ بعض اوقات انبیاء کرام اور ملائکہ (فراست کی وجہ سے) پہچان لیتے ہیں کیونکہ ایسے ہے نا جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا اِن کے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی فاجر اور کافر تو انہوں نے بددُعا دی لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا اللہ تعالیٰ ایسا کردے کہ کافروں میں سے ایک گھر بھی نہ رہے۔ میں نے بار بار دیکھا کہ اِن کی اولاد، اولادِ در اولاد بھی اِن جیسی ہے، تو یہ بھی ناقابلِ اصلاح تھے۔ تو یہودیوں کے بارے میں اِس نتیجے پر پہنچ جانا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ بہت بڑی بات تھی اور نہایت ہی ٹھیک بات تھی بالکل، اِس کے سوا علاج کوئی اُن کا اور تھا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رضا اور فضل سے نوازے اور آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین............... اختتامی دُعا

قسط : ۲ ، آخری

الوداعی خطاب

جامعہ مدنیہ جدید میں ۱۹ر شعبان المعظم کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف ونحو کے تقریبًا ایک ہزار طلباء سے الوداعی خطاب کیا، اس کی افادیت کے پیش نظر اِسے شائع کیا جارہا ہے، قارئین کرام یہ خطاب ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

این جی اَوز کے ذریعہ اِرتدادی فتنہ :

اِس وقت اِس دَور میں ہمارے ملک میں اور جہاں جہاں مسلمان ہیں اور غربت ہے وہاں این جی اوز کی یلغار ہے۔ این جی اوز کا مطلب ہے فتنہ۔ جو مال کی شکل میں ہے، جو بدکار عورت کی شکل میں ہے، جو کوٹھی بنگلے کی شکل میں ہے، انسان کو اپنے دین کو چھوڑنے پر آمادہ کرتا ہے کہ اپنا دین چھوڑ دو اِدھر آجاؤ یہ لے لو۔ یہ چھوڑ دو تو تمہیں کھانے کو دے دیں گے یہ چھوڑ دو تو تمہیں پینے کو دے دیں گے یہ چھوڑ دو تو تمہیں رہنے کو گھر دے دیں گے یہ دین چھوڑ دو تو تمہیں اچھا باغ دے دیں گے یہ چھوڑ دو تو تمہارے گاؤں میں بجلی پہنچا دیں گے، یہ دین چھوڑ دو تو تمہارے مکانات پختہ بنا دیں گے، یہ امتحان کا گھر ہے۔

غریب علاقے میں جا کر دیکھیں تو آپ کو یہ پتہ چلے گا۔ سندھ کے غریب علاقوں میں چلے جائیے، پاکستان کے شمال کے غریب علاقوں میں چلے جائیے، افغانستان میں چلے جائیے، اِن علاقوں میں جائیں۔ بنگلہ دیش میں جائیے، برما میں جائیے، اَرکان میں جائیے، وہاں دیکھیں کہ اِن کی یلغار ہے اور یہ ہمارے مسلمانوں کو اُن کے دین سے بہکا رہے ہیں، گمراہ کر رہے ہیں۔ پہلے آہستہ آہستہ راشن دینا شروع کریں گے پھر راشن کو بند کر دیں گے۔ تو وہ کہیں سے بھی نہیں ملے گا۔ پھر جب دوبارہ جاری کریں گے تو کوئی شرط لگا کر ایسی جس سے وہ دین سے پھرے کہ یہ شرط ہے پھر دیں گے ورنہ نہیں دیں گے۔ اِس طرح دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک آدمی تھا بنگلہ دیش میں وہ بیچارہ جھوٹ سچ کر کے اپنے کو کافر ظاہر کرتا تھا لیکن آکر تنہائی میں روتا تھا عبادت کرتا تھا اللہ سے معافی مانگتا تھا کہ یا اللہ ذریعہ ہی کوئی نہیں ہے کھانے پینے کا۔ یہ بچے میرے سامنے بلکتے ہیں تڑپتے ہیں بھوک سے تو میں اس کی خاطر یہ کرتا ہوں، اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے کما کر لانے کا یہی

ذریعہ ہے کہ لا کر اِن کا پیٹ پالتا ہوں اِس لیے میں کلمہ کفر کہتا ہوں اے اللہ، لیکن عبادت کرتا تھا وہ، اَب اِس کی رپورٹ ہوگئی کہ یہ تو جھوٹ بولتا ہے، یہ تو تنہائی میں عبادت کرتا ہے۔ اب اُس کو جناب جب وہ گیا لینے تو اُنہوں نے کہا تم تو جھوٹ بولتے ہو، تم تو مسلمان ہو اور تم تنہائی میں عبادت کرتے ہو، اُسی دین پر قائم ہو تم۔ اُس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے ہمیں رپورٹ ہے صحیح رپورٹ، تم ایسے ہی ہو۔ اَب تم ایسے ہی رہو۔ اُس نے کہا جیسی چاہو مجھ سے قسم لے لو، تو اُنہوں نے کہا یہ جو کتاب ہے تمہاری اِس کو زمین پر رکھ کر اِس کے اُوپر کھڑے ہو جاؤ اور اِس پر تم پیشاب کرو پھر ہم تمہیں مانیں گے ورنہ نہیں۔ اِس اِس طرح کرتے ہیں۔

آپ کے بچے غربت کی وجہ سے اُن ہی کے سکول میں جائیں گے تو وہ بچے کو کہیں گے کہ بچو ٹوفی لے لو، ٹوفی دے دیں گے۔ اگلے دن پھر کہیں گے بچو کون ہے خدا؟ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ۔ اچھا تو پھر آج اُس سے ٹوفی مانگو تم۔ کہ اللہ ہمیں ٹوفی دے دے۔ اَب بچے کہیں گے اے اللہ ہمیں ٹوفی دے دے۔ تو وہ ٹوفی نہیں دیں گے۔ کہیں گے دیکھو ہم نے تو تمہیں کل ٹوفی دے دی تھی لیکن تمہارا اللہ تمہیں ٹوفی نہیں دے رہا۔ اِس طرح اُن بچوں کے ذہن خراب کرتے ہیں۔

پھر جناب وہ عورتیں اور غریب علاج کے لیے اُن کے ہسپتالوں میں جاتے ہیں تو اُن کو ڈاکٹر کہتا ہے کہ شفاء کس کے ہاتھ میں ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ نسخہ لکھتا ہے اور نسخہ غلط لکھتا ہے صحیح دوا نہیں دیتا اُس مرض کی، وہ عورت چلی جاتی ہے دوا کھاتی ہے پھر آتی ہے اگلے دن یا تیسرے دن کہتی ہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پھر کہتا ہے کہ شفاء کس کے ہاتھ میں ہے؟ وہ کہتی ہے کہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر لکھ دیتا ہے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ دوا غلط دے رہا ہے تو دیکھئے اُن کے کیسے کیسے طریقے ہیں پھر غلط دیتا ہے۔ یہ غلط دوا لے کر آجاتی ہے پھر وہ دوا کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ وہ پھر پوچھتا ہے کہ فائدہ ہوا؟ کہتی ہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کہتا ہے پھر اَب ایسے کرو کہ مسیح سے مانگو۔ کہ جو مسیح ہے شفاء وہ دے گا دیکھو میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ اے مسیح اِس کو شفاء دے دیں۔ اور یہ کہہ کر اُس کو نسخہ لکھتا ہے اور ٹھیک دوا دیتا ہے۔ اب جب وہ دوا لے کر جاتی ہے اپنے بچے کو کھلاتی ہے یا خود کھاتی ہے تو اُسے فائدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ضعیف الاعتقادی تو ہوتی ہے عورتوں میں، تو اچھی اچھی بھی بہک جاتی ہیں ایسی باتوں سے، تو ہمات میں آجاتی ہیں وہ بہکتی ہے ساتھ دس کو لے کر بہکتی ہے اپنے بچوں کو بھی بہکاتی ہے۔ اِس اِس طرح سے وہ دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

سکردو بلتستان میں این جی اوز نے شفاء خانے کھولے ہوئے ہیں۔ وہاں یہ ہوتا ہے کہ مریضوں کی لائن لگی ہوئی ہے دوا لینے کے لیے۔ لائن سے سب دوا لے رہے ہیں اُسی لائن میں ایک عورت اُن کی ایجنٹ کھڑی ہوتی ہے، وہ آتی ہے اُس کے پاس جو این جی اوز کی شیطان عورت گھوم رہی ہوتی ہے، نگرانی کر رہی ہوتی ہے۔ اُس سے کہتی ہے کہ مجھے فلاں ضروری کام ہے اور مجھے جانا ہے مجھے آپ دوا پہلے دِلوا دیں مہربانی فرمادیں۔ وہ کہتی ہے کہ نہیں نہیں ہم مسلمان نہیں ہیں ہم تو اُصول پر چلنے والے لوگ ہیں، لائن میں ہی دوا ملے گی ہم تو مسلمان نہیں ہیں۔ یہ جو لوگ کھڑے ہیں اِن کا حق مار کر تمہیں آگے نہیں کر سکتے ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اِس طرح کہہ کر یہ پھسلا رہی ہیں۔ یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ بھئی ہم اُصول کے پابند ہیں۔ ہمارا اُصول چلتا ہے لہٰذا ہم اُصول کو نہیں توڑ سکتے تم یہیں پر رہو لائن میں تمہاری باری آئے گی تو دوا مل سکتی ہے یہ کہہ سکتی تھی یا نہیں کہہ سکتی تھی؟ مگر یوں کہہ رہی ہے کہ بھئی ہم مسلمان نہیں ہیں ہم تو اُصول کے پابند ہیں۔ تو ذہن اِس طرح خراب کر رہی ہوتی ہیں۔

آپ جو دُور سے آئے ہوئے ہیں اور پڑھ رہے ہیں چھٹیوں کے دنوں میں بھی۔ آپ خوش قسمت ہیں اِس کا مطلب ہے کہ آپ کو دین کی طلب کا جذبہ اللہ نے اَوروں سے زیادہ دیا ہے، اِس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ بڑائی نہیں کرنی، فخر نہیں کرنا، فخر کیا تو ثواب ختم ہو جائے گا، ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی اُسی وقت۔ بس یہی سمجھ لیں کہ ہم اِس لائق نہیں ہیں صرف اُس کی عنایت ہے۔ اِس لیے آپ کو اُن کے مسائل کا سوچنا ہے۔ کیونکہ آپ چاروں صوبوں سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حالات جو میں ذکر کر رہا ہوں آپ نے سنے ہوں گے دیکھے ہوں گے۔

آپ نے وہاں کام کرنا ہے، اُنھیں بتلانا ہے، سمجھانا ہے اُن کو۔ اور اُن کے لیے ایسی مدد کی راہیں کھولیے تاکہ وہ اُن سے بے نیاز ہو جائیں یہ ضرورت ہے اِس وقت۔ اُنھیں آپ دین کی دعوت دیں، اُن کے عقیدے کی اصلاح کریں، نماز روزے کا بتلائیں لیکن ساتھ ساتھ یہ ضرورت پوری کریں گے تو آپ کی بات سنیں گے وہ، ورنہ آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ کہیں گے ہم تو بھوکے ہیں اور ہمیں تو فاقہ ہے۔ تم ہم سے کہتے ہو روزہ رکھو، رمضان آگیا ہے تو وہ آپ کا مخالف ہو جائے گا اُسے غصہ آئے گا آپ پر۔ آپ پہلے اُس کی ضرورت پوری کریں جہاں تک ہو سکے۔ آپ غریب ہیں تو آپ وہاں کے متمول لوگوں کو متوجہ کریں۔ اُنہیں

کہیں کہ دیکھو تمہاری خیر بھی اِسی میں ہے ورنہ یہی لوگ کل کو اِتنے مضبوط ہوجائیں گے کہ تمہیں اور مجھے سب کو قتل کردیں گے ذبح کردیں گے۔ کیونکہ یہ یہاں کی آبادی ہے مقامی، وہ نکالی نہیں جاسکتی۔

یہاں سے یہ این جی اوز یہ کفار اِن کو استعمال کریں گے آپ کے خلاف اور یہ اُن کی گود میں چلے جائیں گے۔ پھر یہ خنجر لے لے کر ایک ایک کو ذبح کردیں گے، نہ مولوی کو دیکھیں گے نہ مال دار کو دیکھیں گے اُس محلے کے کیونکہ اُنہیں نفرت ہوگی کہ یہ مالدار تھا ہم بھوکے رہتے تھے، یہ بنگلے کوٹھیوں میں رہتا تھا۔ یہ اعلیٰ گاڑی میں ہمارے سامنے سے گزر کر جاتا تھا، ہمارے بچے گندے پانی میں کیچڑ میں ننگے کھیلتے تھے۔ تو تمہارے بارے میں اِن کے دل میں نفرت اور میرے بارے میں بھی اِن کے دل میں نفرت ہے نہ تمہاری خیر ہوگی نہ میری خیر ہوگی۔

علماء اور اہلِ ثروت ملکر کام کریں :

خیر اِسی میں ہے کہ میں اِن کو دین کی دعوت دوں وہ دین پر مضبوط ہوجائیں، تم اُن پر مال خرچ کرو تاکہ اُن پر دین کی بات کا اثر ہوجائے۔ ہم دونوں مل کر کام کریں۔ جو صاحبِ حیثیت لوگ ہیں اُنہیں بلائیں، بیٹھیں اُنہیں سمجھائیں یہ بات کہ تمہاری خیر اِسی میں ہے۔ مال تو تم نے خرچ کرنا ہی ہے جمع تو کر نہیں سکتے بیکار ہے تو کیوں نہ اِس طرح خرچ کریں کہ اُن کا دین بھی بچ جائے اُن کا ایمان بھی بچ جائے، تمہاری بھی حیثیت مضبوط ہوجائے گی۔ تمہاری بھی یہ عزت کریں گے اور این جی اوز سے جان بھی چھوٹ جائے گی۔ اِن کا مقابلہ آپ نے جو کرنا ہے تو اِس طرح سے کرنا ہے۔ اور اگر آپ کہیں گے اِن این جی اوز کے کیمپ کو آگ لگادو، وہ نہیں لگائیں گے، کہیں گے یہاں سے تو کھانا مل رہا ہے ہمیں۔ یہاں سے ہمارے بچوں کا علاج ہورہا ہے، اِن کے سکول ہمارے بچے پڑھنے جارہے ہیں، اِنہیں کیوں آگ لگائیں وہ اُن کے خلاف نہیں ہوں گے بلکہ آپ کی بات نہیں سنیں گے، آپ کی بات جب سنیں گے جب آپ اُن کی کچھ مدد بھی کریں گے۔ تو نبی جب آتا تھا معاشرے میں تو نبی دین کی دعوت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا۔

نبیوں کا طریقہ :

نبی علیہ السلام نے کیا فرمایا اعلان کردیا کہ وہ شخص کامل مومن نہیں کہ رات کو پیٹ بھر کر سوئے

اور پڑوسی بھوکا سو جائے ، اور آپ ہیں تو دین کا نام لینے والے لیکن کھا کر پیٹ بھر کر سوتے ہیں اور وہ پڑوسی بھوکا ہے وہ کہے گا یہ کیسا مذہب ہے، یہ کیسا اخلاق ہے،قریب نہیں آئے گا تو حدیث میں آ گیا کہ وہ بھوکا رہے اور تم پیٹ بھر کر سو تم کامل مومن ہی نہیں ہو۔تو نبیوں نے لوگوں کی دُنیاوی ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی کیونکہ دُنیا ذریعہ ہے آخرت کا۔دُنیا سے گزر کر آخرت میں جانا ہے اِس سے گزرے بغیر کسی اور راستہ سے جائیں یہ نہیں ہوگا اِس لیے یہاں پر اپنی دُنیا بھی سنوارنی ہے اور دُوسروں کی بھی سنوارنی ہے تاکہ آخرت سنور جائے۔ کیونکہ دُنیا کھیتی ہے آخرت کی یہ حدیث میں آ گیا۔جیسا بوؤ گے ویسا وہاں کاٹ لوگے، اچھا بوؤ گے تو اچھا کاٹو گے بُرا بوؤ گے برا کاٹو گے۔اِس لیے آپ کے کندھوں پر صرف یہی ذمہ داری نہیں ہے کہ آپ نے تقریر کرنی ہے،آپ نے درس وتدریس کرنی ہے،آپ نے مدرسہ چلانا ہے،آپ نے تصنیف کرنی ہے، یہ نہیں ہے بلکہ آپ کے ذمے لوگوں کے دُنیاوی مسائل بھی ہیں کیونکہ آپ نبیوں کے نمائندے ہیں تو پوری نبیوں والی ذمہ داریاں بھی آپ پر ہیں، وہ لوگوں کی ساری ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔

آپ کو ایک واقعہ سناؤں۔ابھی میں صوبہ سرحد گیا ہوا تھا، وہاں ایک دوست تھے اُن کے ہاں ٹھہرا۔وہ صاحب جو ہیں وہ پہلے بہت آزاد تھے،اُن کے رشتہ دار کہتے تھے کہ ہم اِس کو رُوسی کہا کرتے تھے کہ یہ رُوسی ہے، بد دین ہے، وہ کہتا تھا اِس کی کیا ضرورت ہے اِس کی کیا ضرورت ہے؟ دین کا مذاق اُڑاتا تھا۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اُس کے بھائی وغیرہ بیعت تھے متاثر تھے وہ کہنے لگے میرے دل میں آئی کہ میں اِس کو وہاں لے جاؤں۔وہ کہتے ہیں بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس میں لے آیا، دو چار دن رہا تو کہنے لگا کہ وہی لڑکا جس کو ہم کافر سمجھتے تھے مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے میرا بھائی تھا سگا۔وہ کہنے لگا مجھے تو یہ آدمی اچھے لگتے ہیں، اِن کی باتیں مجھے تو اچھی لگتی ہیں مجھے تو اِن سے مرید کرا دو۔کہنے لگے کہاں وہ مولویوں کا دُشمن، علماء کا مخالف، دین کا مخالف۔وہ مجھے کہنے لگے کہ دل میں تو میرے یہی بات تھی زبان سے تو میں اِن کو یہ کہہ کر نہیں لایا تھا میں تو ویسے ہی لایا تھا۔ایسے کہتا کہ ملا نے لے جاؤں تو وہ آتا ہی نہ۔کہنے لگے کہ اُس نے جب یہ کہا تو میں بڑا خوش ہوا میں نے اُس کی حضرت سے بیعت کرادی۔ بیعت ہونے کے بعد اللہ نے اُس کی کایا پلٹنی شروع کردی۔اَب وہ بہت خوبصورت نوجوان ہے، ڈاڑھی ہے، عمامہ ہے اور دعوت اور تبلیغ کا بھی کام کرتا ہے جماعت کا اور سیاست کا بھی کام کرتا ہے، جمعیت سے وابستہ ہے۔یعنی سیاست بھی علماء کے ساتھ کر رہا ہے

باقی زندگی بھی علماء کے ساتھ گزار رہا ہے۔ جب تبلیغی جماعت میں جائے گا تو بھی علماء، جمعیت کی سیاست میں آئے گا تو بھی علماء ہی ہیں۔ اب کیا ہوا؟ وہ وہاں پر رہتا ہے، لوگوں کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں بھی جاتا ہے۔

لوگوں کے جائز دُنیاوی کاموں میں مدد کرنا بھی غلبۂ دین کا سبب ہے :

اور لوگوں کے جو دُنیاوی مسائل ہیں وہ بھی حل کراتا ہے۔ اُنہوں نے بتایا کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے یہاں بارشیں ہوئیں اُس سے سیلاب آیا تو کھمبے جو لگا رکھے تھے چھوٹے کمزور کھمبے ہوتے ہیں وہ بعض دفعہ اُڑ جاتے ہیں، سیلاب میں بہہ جاتے ہیں۔ اب کہنے لگے کہ کئی گاؤں جو تھے وہ بجلی سے محروم ہو گئے۔ اب وہ پریشان، کچھ دن تو انسان صبر کر لیتا ہے دو دن چار دن پانچ دن۔ کئی دن جب گزر گئے تو یہ جو صاحب تھے یہ گئے افسر کے پاس واپڈا کے۔ اُس سے کہنے لگے کہ بھائی ایسے گاؤں برباد ہوئے ہوئے ہیں اور بجلی نہیں ہے تو اُن کی بجلی پہنچاؤ، ٹھیک کرو۔ کہنے لگے اُس افسر نے کہا کہ ہم بجلی نہیں دے سکتے اِن کو، اِس لیے کہ نہ یہ لوگ بل دیتے ہیں بجلی کا، نہ کچھ کرتے ہیں، آئے گا بل پیسہ ہو گا تو کھمبے لگیں گے ایسے کیسے لگیں گے یا یہ پیسہ دیں تو ٹھیک ہے ورنہ اِن کی بجلی نہیں ہم لگا سکتے۔ کورا جواب دے دیا اُس نے۔ کہنے لگے اِس نے اُن سے کہا کہ دیکھو یہ تو میں نے تم سے آرام سے بات کی ہے نہ، ورنہ اِس گاؤں میں اور اِن علاقوں میں ہمارے پاس اِس طرح کے لوگ بھی ہیں جو اُس زبان میں بات کرنا جانتے ہیں، اِس طرح کے لوگ بھی ہیں جو سڑکیں بھی بند کریں گے اور شریف بھی ہیں اور غنڈے بدمعاش بھی ہیں سب ہیں، جو یہ کام کر سکتے ہیں۔

اَب جب اِنہوں نے اِس زبان میں بات کی ہے تو اُس نے اپنے افسر سے کہا اُوپر کے۔ اُوپر کے افسر نے کہا ہم آپ کو دیتے ہیں بجلی۔ ہم ایسٹیمیٹ لگوا لیتے ہیں اور بجلی لگوا دیتے ہیں۔ یہ جمعیت کا آدمی کام کر رہا ہے، اور وہاں کوئی ''ق لیگ'' کا یا پیپلز پارٹی کا، کوئی ہمایوں خان ہے لکی مروت کے علاقے کی بات کر رہا ہوں۔ یہ لکی مروت کے لڑکے جانتے ہوں گے، اُس کو پتا چل گیا کہ یہ تو مولوی کام کرا رہا ہے اور جب مولوی یہ کام کرائے گا تو یہ جتنے گاؤں ہیں سارے گاؤں مولویوں کے ہو جائیں گے ہمارے نہیں رہیں گے۔ یہ تو مصیبت آجائے گی۔ اَب جناب وہ ہمایوں خان جو تھا وہ بھاگا اور وہ افسروں کے پاس گیا اور اُنہیں کہا کہ تم نے یہ جو کر دیا ہے تو تمہیں ان لوگوں نے پیسے دِیے ہوں گے، بہرحال آپ ٹھیک کام کرو۔ اَب افسر نے معاملہ طے کر کے اِن لوگوں سے کہا او ہو جی وہ کھمبے نہیں ہیں، فلاں چیز نہیں ہے، یہ نئی باتیں شروع کر دیں، کام روک

دیا۔ اب اِن کو بھی رپورٹ مل گئی کہ ہمایوں خان ایسے آیا تھا فلاں دفتر میں تو یہ سمجھ گئے کہ یہ شرارت اِسی کی ہے۔ یہ ایک اور افسر کے پاس گئے اُس سے کہا کہ معاملہ یہ ہے آرڈر ہو چکے ہیں یہ کھمبے موجود تھے تب ہی آرڈر ہوئے ہیں ورنہ اِس کے بغیر آرڈر ہی نہیں ہوسکتا تھا، سب چیزیں موجود تھیں، یا تو تم لگا دو، نہیں تو پھر ہمیں دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اَب اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں کر دوں گا، میں کراؤں گا اور تم یوں کرو کہ بس میرے پاس خاموشی سے آجاؤ، پہلا آرڈر میرے پاس لے آؤ میں آرڈر کرادوں گا۔ اب جناب پھر کوئی اُس نے رُکاوٹ ڈال دی جب یہ کام شروع ہوا۔ جب رُکاوٹ ڈالی لوگ احتجاجًا سڑکوں پر مظاہرہ کرتے ہوئے نکل آئے اور ٹریفک روک دی۔ اتنے میں ایک فوجی قافلہ آگیا بریگیڈیئر کی قیادت میں، اس نے وہاں سے گزرنا تھا مگر جب وہ آیا تو راستہ بند۔

اَب بریگیڈیئر نے آکر بات کی، ان سے کہا کیا بات ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ بات ہے، یہ معاملہ ہے۔ ہم اتنے پریشان ہیں آج اتنے دن ہوگئے ہیں وہ بجلی نہیں دے رہے۔ اُس نے کہا کہ آپ ہمیں تو گزرنے دیں ہم ٹریننگ پر جا رہے ہیں اُس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ سول بند ہے تو فوج بھی بند ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ سول کو ہم روک دیں اور فوج کو گزار دیں، یہ نہیں ہوگا۔ آپ طاقت سے گزرنا چاہیں تو گزر کر دکھا دیں ورنہ آپ کو ہم نہیں گزرنے دیں گے۔ اب لوگ کھڑے ہیں وہاں، تو مسلح ہوتے ہیں عام لوگ بھی۔ فوج بھی مسلح تھی وہ بھی مسلح تھے۔ اب بریگیڈیئر نے وہیں سے اِسلام آباد رابطہ کیا کہ ایسے ہمیں جانا تھا اور یہاں یہ صورتِ حال ہے لڑتے ہیں تو یہاں تو میدان بن جائے گا جنگ کا۔ ہماری یہاں کے لوگوں سے لڑائی شروع ہو جائے گی، فوری طور پر مشرف تک رپورٹ پہنچی کہ یہ صورت حال ہے اُس نے کہا اُن سے کہو کہ کیا چاہتے ہو کہا جی کہ ہم بڑے کھمبے چاہتے ہیں۔ دوبارہ طوفان نے چھوٹے کھمبے پھر توڑ دیے ہیں یہ دوسرا طوفان آیا تھا مجھے یاد آگیا وہ کھمبے لگا دیے گئے تھے عارضی لیکن دوسرے طوفان نے پھر توڑ دیے، اب بڑے کھمبوں کی ضرورت ہے۔

تو اُدھر جناب اُس نے کہہ دیا کہ جو ایسٹیمیٹ بنتا ہے بنا دو ہم یہ کر دیں گے۔ بریگیڈیئر نے اِن سے کہا کہ میں نے یہ بات کرلی ہے، اِنہوں نے کہا کہ نہیں ایسے بات نہیں ہوگی۔ ہم مشرف کو نہیں جانتے وہ اسلام آباد میں بیٹھا ہے، ہمارا تو وہاں ہاتھ بھی نہیں پہنچ رہا۔ گریبان نہیں پکڑ سکتے اُس کا۔ تم ذمہ دار ہو، اگر یہ نہ

ہوا تو تمہیں پکڑیں گے ہم۔ بس تم ذمہ دار ہو، ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ ہم تمہیں جانتے ہیں اور کسی کو نہیں جانتے۔ اُس نے کہا میں ذمہ دار ہوں۔ آرڈر آگیا بڑے کھمبوں کا جو طوفان سے بھی نہیں گر سکتے، منٹوں میں کام ہو گیا جو سالوں میں کام ہوتا ہے۔ اب جب یہ ہوا تو ہمایوں خان نے یہ ہوشیاری دِکھانی چاہی کہ آدمی بھیجے گاؤں دیہاتوں میں کہ جو تمہارے چوہدری ہیں سب میرے پاس فوراً آجائیں میں سب کو لے کر اسلام آباد جاؤں گا اسلام آباد سے بڑے کھمبوں کا آرڈر لاؤں گا تو رپورٹیں تو اُسے مل رہی تھیں اُس نے یہ چالاکی کرنی چاہی کہ اِن چار پانچ کو لے جاؤں گا اور کہوں گا کہ یہ میں نے لگوا دیا ہے آرڈر کرا کر بڑے کھمبوں کا۔ اَب جب چوہدریوں کے پاس پیغام پہنچا تو چوہدریوں کو بھی اطلاع پہنچ چکی تھی کہ فلاں خان جو ہیں جو ہمارے ہیں قبیلے کے اُنہوں نے تو یہ کام کرا دیا ہے تو وہ ہنسنے لگے اُنہوں نے مذاق اُڑایا اِس ہمایوں خان کا کہ یہ کام تو ہو چکا ہے بڑے کھمبوں کی منظوری کا، تم ہمیں کہاں اِسلام آباد لے کر جا رہے ہو۔

اَب مجھے یہ بتلایئے یہ واقعہ اِس لیے میں نے سنایا آپ کو کہ یہ سنا کر میں یہ سوال کر رہا ہوں آپ سے کہ جب ایک کام ایک آدمی کرا رہا ہے تو ہمایوں خان کو کیا تکلیف ہو رہی ہے وہ کام ہونے میں کیوں رُکاوٹ ڈالنا چاہتا تھا، کام ہونے دیتا، بجلی جا رہی تھی۔ وہ یہ کیوں چاہتا تھا کہ یہ میں کروں یہ جمعیت والے نہ کریں یہ سوال ہے میرا آپ سے؟ اِس پر غور فرمائیں آپ۔

غور طلب چیز :

اَب میں بتلاتا ہوں آپ کو، دیکھیں آپ پانچ وقت کی پابندی سے نماز پڑھتے رہیں آپ مسجد سے نکلتے وقت اُلٹا پاؤں مسجد سے باہر نکالیں اور سیدھا پاؤں مسجد کے اندر داخل کریں، آپ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھائیں اُلٹے ہاتھ سے نہ کھائیں، اُلٹے ہاتھ سے استنجاء کریں سیدھے ہاتھ سے نہ کریں، اِن ساری چیزوں سے کیا ''بلیئر'' کا کوئی نقصان ہو رہا ہے، ''بش'' کا کوئی نقصان ہوا، امریکہ کو کوئی چوٹ لگی، کفر کو کوئی زَد آرہی ہے، آپ رمضان کے روزے رکھیں اور سارا سال صوم داؤدی رکھتے رہیں اُن کے اقتدار کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے، اِسی لیے (باطل کی طرف سے) یہ نعرہ لگتا ہے کہ آپ عالم ہیں آپ جائیں مسجد میں نماز پڑھیں، آپ دعوت دیں اِس لیے کہ اُنہیں پتہ ہے کہ جب تک یہ دین کی اِن چیزوں میں محدود رہیں گے ہمارے لیے یہ خطرہ نہیں بن سکتے۔

باطل پرزد مکمل اِسلام سے پڑتی ہے اَدھورے سے نہیں :

یہ علماء ہمارے لیے خطرہ جب بن جائیں گے جب اِن کا عوام سے تعلق قائم ہوجائے گا، مضبوط ہوجائے گا، پھر یہ ہمارے اقتدار کے لیے بھی خطرہ ہوجائیں گے، یہ ہماری فوج کے لیے بھی خطرہ ہوجائیں گے، ہمارے ایٹم بم کے لیے بھی خطرہ ہوجائیں گے اور ہمارے میزائلوں کے لیے بھی مصیبت بن جائے گی۔ کیونکہ اِن کا عوام سے جوڑ ہوجائے گا، جب خدمت خلق کے ذریعے اِن کا عوام سے جوڑ ہوجائے گا تو وہ نبی والی قوت اِن کے ہاتھ میں آجائے گی جو نبیوں کی ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی براہِ راست عوام سے جوڑتا تھا، اُن سے تعلق پیدا کرتا تھا، اُن میں مضبوطی پیدا کرتا تھا۔ ہمایوں خان کو اِس چیز کی تکلیف تھی ورنہ بجلی جارہی تھی وہ کہتا بہت اچھی بات ہے بجلی جارہی ہے میں لے جاؤں آپ لے جائیں، ایک بات ہے۔ اُسے یہ خطرہ تھا کہ یہ جب مولوی کریں گے تو یہ عوام ساری اِن کے ساتھ ہوجائے گی پھر جو بات یہ کہے گا وہ یہ کریں گے۔ پھر یہ جب کہے گا کہ اب ہم نے نماز پڑھنی ہے تو یہ نماز پڑھیں گے، اب ہم نے یہ کرنا ہے تو یہ کریں گے، اب ہم نے صلوٰۃ استسقاء پڑھنی ہے تو یہ سارے جائیں گے۔ اور یہ اگر کہے گا کہ ہمیں اب لڑنا ہے اور میدان میں جانا ہے اللہ کے لیے قربانی دینی ہے تو یہ یہ بھی کریں گے اِن کے ساتھ ساتھ۔ یہ چیز خطرناک ہے، یہ کفر کو پسند نہیں ہے۔

کھمبے کیا لگے مصیبت بن گئی :

جب یہ عالم یہ کہے گا کہ فلاں کو ووٹ دو تو یہ ووٹ بھی فلاں کو دیں گے۔ یہ تو بہت بڑی مصیبت آگئی ہمایوں خان کے لیے۔ یہ تو سب کا رُجحان دین کی طرف ہوگیا، مذہب کی طرف ہوگیا۔ لیکن صرف نماز اگر آپ پڑھتے رہیں گے، روزہ آپ رکھتے رہیں گے، سیدھا پاؤں اور اُلٹا پاؤں مسجد میں بیت الخلاء میں داخل کرتے رہیں گے تو انگریز کا کچھ نہیں بگڑتا کفر کا کچھ نہیں بگڑتا، نہ ہندو کا کچھ بگڑتا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں یہ کرتے رہیں آپ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تبلیغی جماعت انگلینڈ میں بھی بھیج سکتے ہیں۔ وہاں بھی کام کررہی ہے پاکستان میں بھی کام کررہی ہے، لیکن اللہ کے فضل سے تبلیغی جماعت کا فائدہ اپنی جگہ ہورہا ہے اُس طرف سے اللہ نے اِن کی آنکھیں بند کررکھی ہیں اُنہیں پتہ ہی نہیں چل رہا۔ تو لوگ وہاں مسلمانوں کو دیکھ رہے ہیں تو اسلام میں داخل ہورہے ہیں اُن کے کافر مسلمان ہورہے ہیں اور اب اتنا بڑھ چکا ہے کام کہ وہ اب تبلیغی کام کو بند نہیں کرسکتے۔ تو میں عرض یہ کررہا ہوں کہ آپ کا کام یہ نہیں ہے صرف کہ روزہ رکھیں، پانچوں وقت کی نماز پابندی

سے پڑھیں، یہ تو کرنا ہے لازمی لیکن اِس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی کرنا ہے۔ کیونکہ آپ نبیوں کے نمائندے ہیں اور نبیوں کا کام کرنے کے لیے آپ کو عوام کی فلاح و بہبود کا سوچنا ہوگا، اُس کی فکر کرنی ہوگی تب آپ معاشرے میں مضبوط ہو جائیں گے، آپ کی حیثیت مضبوط ہوگی، آپ کی بات مضبوط ہوگی اور کفر اور باطل آپ کے سامنے سر نہیں اُٹھا سکے گا۔ اگر آپ نے یہ نہ کیا اور عوام سے اپنا تعلق کم کر لیا، مضبوط نہ کیا تو پھر ہم کفر کی نظر میں ذلیل اور کمزور ہو جائیں گے۔ پھر وہ ہمیں نمازی روزہ دار اور حاجی ہونے کے باوجود اپنی لاٹھی سے جیسے چاہیں ہانکیں گے کبھی اِدھر کبھی اُدھر۔

مذہب ذاتی معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی ہے :

یہی وجہ ہے کہ کبھی نماز سے نہیں روکیں گے، کبھی روزہ سے نہیں روکیں گے، کبھی سیدھے ہاتھ سے کھانے سے نہیں روکیں گے، کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ اُلٹے ہاتھ سے کھائیں آپ، کفار یہ نہیں کہتے وہ کہتے ہیں یہ آپ کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ذہن میں لوگوں کے یہ بٹھا دیں کہ مذہب ذاتی مسئلہ ہے، اِسلام کہتا ہے مذہب ذاتی مسئلہ نہیں ہے مگر وہ یہ بات کر کر اصل میں ہمیں اس طرح دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو بھئی ہم مذہب کو ذات تک رکھتے ہیں آپ بھی مذہب کو ذات تک رکھیں۔ حالانکہ وہ مذہب کو ذات تک نہیں رکھتے۔ بش نے کیا اعلان کیا؟ اُس نے کہا ہے کہ یہ "صلیبی جنگ" ہے تو مذہب ذات تک رہا آپ بتائیں مذہب ذات تک ہے؟ بلکہ اُس کی فکر کیا ہے؟ اس کا مذہب ذات تک نہیں ہے بلکہ پھیل رہا ہے مذہب کی بنیاد پر وہ سارے کام کر رہا ہے۔ وہ ووٹ لے رہا ہے تو مذہب کی بنیاد پر لے رہا ہے، الیکشن لڑ رہے ہیں تو عیسائیت کی بنیاد پر لڑ رہے ہیں، تجارت کر رہے ہیں وہ تو عیسائیت کی بنیاد پر کر رہے ہیں۔ ہر کام عیسائیت اور یہودیت کی بنیاد پر ہو رہا ہے تو ہم اسلام کی بنیاد پر کیوں نہ کریں۔ اِس لیے ہر شعبے میں آپ کو کام کرنا ہے، ہر آدمی کو اپنے ساتھ جوڑنا ہے، صرف اپنی ذات تک نہیں رہنا، صرف عبادات تک دین کو محدود نہیں کرنا بلکہ اِس کے ہر شعبے کو زندہ کرنا ہے اور اپنے اِس مشن کو پھیلانا ہے آپ نے۔

پھر سوچیں :

آپ سوچیں کہ ہمایوں خان جو پریشان تھا وہ کیوں پریشان تھا؟ کام تو بجلی لگانے کا تھا وہ تو ہو سکتا تھا، لیکن اس کو فکر یہ تھی کہ یہ مولوی نہ کرائے کیونکہ اگر مولوی نے کرایا تو اُس کو قوت حاصل ہو جائے گی لوگوں

میں معاشرے میں۔ تو اِس لیے آپ نے تبلیغ کا کام بھی کرنا ہے، آپ نے تصنیف کا کام بھی کرنا ہے، آپ نے تالیف کا بھی کرنا ہے، آپ نے مسجد بھی سنبھالنی ہے، آپ نے مدرسہ بھی سنبھالنا ہے، آپ نے اُس علاقے کے عوام اور محلے داروں کو بھی سنبھالنا ہے، سب کرنا ہے۔ تصنیف و تالیف کریں، تبلیغ کریں، تقریر کریں، قلم کے ذریعے کریں جیسے بھی ہو کریں جس طرح دل چاہتا ہے کریں سب دین کے شعبے ہیں۔ تبلیغی جماعت میں جا کر کسی کا دل چاہتا ہے کرے وہ بھی دین کا شعبہ ہے۔ جو ختم نبوت کے سٹیج پر کام کرنا چاہتا ہے کرے، وہ بھی دین کا شعبہ ہے۔

تنگ نظری اور تنگ دلی نہیں ہونی چاہیے :

لیکن یہ نہ سمجھیں کہ وہ اُس جماعت میں کام کررہا ہے لہٰذا میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ آپ کا ہی ہے، وہ ایک شعبہ جس میں ہم کام نہیں کررہے اُس میں وہ کررہا ہے، جس میں وہ نہیں کرسکتا اُس میں آپ کریں۔ اُس کو اپنا ہی سمجھیں، ہم سب دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ جو ہمارے دلوں میں تنگی ہے آجکل، تنگ دلی ہے کہ جو میں کررہا ہوں یا جس گروپ میں ہوں بس دوسرا بھی اُسی میں ہی ہو یہ بات غلط ہے، یہ نہیں ہوسکتا بھائی، یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ میں آپ کو بتاؤں میرا تعلق سب کو پتا ہے چھپا ہوا نہیں ہے جدی پشتی جمعیت علماء اسلام سے ہے۔ حضرت دادا جانؒ جمعیت علماء ہند کے جنرل سیکٹری رہے آل انڈیا کے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد۔ والد صاحبؒ جمعیت میں ساری زندگی رہے پھر جمعیت کے تاحیات امیر مرکزیہ رہے۔ میں جمعیت کا ہوں سب کو پتا ہے لیکن میں یہ چاہوں کہ سب جمعیت میں آجائیں اور باقی سب ختم ہوجائیں یہ عملاً ممکن نہیں ہے۔ یہ پھر اپنی صلاحیتوں کو ہم ضائع کررہے ہیں غلط جگہ پر۔ ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ سب دین کا کام کررہے ہیں اُس سے یہ ہوگا کہ ہم میں قوت آئے گی، ہم میں اتحاد پیدا ہوگا اور ہمارے دلوں کی دُوریاں دُور ہوجائیں گی اور اُس کا فائدہ ہمیں ہوگا۔ اُس کا فائدہ مخالف اور باطل نہیں اُٹھا سکے گا۔ اِس تنگ دلی کا فائدہ دُشمن اُٹھا رہا ہے باطل اُٹھا رہا ہے اِس سے ہمیں نقصان ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپس کی محبت عطا فرمائے، دین کی عظمت عطا فرمائے، دین کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے دین کا خادم بنائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے، آخرت میں حضور ﷺ کی شفاعت اور اُن کا ساتھ نصیب ہو وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

سلسلہ نمبر ۲۵ قسط : ۴ ، آخری

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص

صفین کے موقع پر ایک اور کوشش :

حضرت ابوالدرداءؓ اور ابواُمامہؓ جو شام میں رہتے تھے حضرت معاویہؓ کے پاس گئے۔ کہنے لگے اے معاویہ! آپ اِن سے کس بات پر قتال کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم وہ آپ سے اور آپ کے والد صاحب سے بہت پہلے سے اسلام میں ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے آپ سے زیادہ قریب ہیں اور اِس معاملہ (خلافت) کے وہ آپ سے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت معاویہؓ نے جواب دیا : میں اُن سے خونِ عثمانؓ کے لیے لڑ رہا ہوں اور اِن ہی نے قاتلین کو پناہ دے رکھی ہے۔ آپ اُن کے پاس جائیں، اُن سے کہیں کہ قاتلینِ عثمان سے ہمارا بدلہ دلا دیں پھر اہلِ شام میں سب سے پہلے اُن سے بیعت کرنے والا میں ہوں گا۔

یہ دونوں صحابی حضرت علیؓ کے پاس آئے اور یہ بات پیش کی۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا :

هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ تَرَیَانِ فَخَرَجَ خَلْقٌ كَثِیْرٌ فَقَالُوْا كُلُّنَا قَتَلَةُ عُثْمَانَ فَمَنْ شَاءَ فَلْیَرُمْنَا.

''یہ لوگ ہیں جنہیں آپ دونوں دیکھ رہے ہیں۔ اس پر بڑی تعداد میں لوگ نکل کر

سامنے آگئے۔ کہنے لگے ہم سب قاتلینِ عثمان ہیں۔ پس جو چاہے ہمارا اِرادہ کرلے (کہ ہم سے جو بدلہ لینا چاہتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے)۔''

فَرَجَعَ اَبُوالدَّرْدَآءِ وَاَبُوْاُمَامَۃَ فَلَمْ یَشْھِدَا لَھُمْ حَرَبًا. (البدایہ ج ۷ ص ۲۵۹)

''حضرت ابوالدرداءؓ اور ابواُمامہؓ واپس چلے گئے اور ان لوگوں کی جنگ میں شرکت نہیں کی''۔ ۱؎

اِس تمام گفتگو کو سامنے رکھیں تو آپ کے سامنے صحیح صورتِ حال آئے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دلیلیں اور اُن کے فیصلے سب قوی ہیں اس لیے ائمہ اربعہؒ نے اِن ہی سے استدلال کیا ہے اور اِنہیں ہی صحیح تسلیم کیا ہے۔

انتخابِ خلیفہ کا حق اصحابِ شوریٰ سے بڑھا کر سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ نے دائرہ وسیع فرمادیا کیونکہ اصحابِ شوریٰ جن میں سے ایک (حضرت عثمانؓ) تو شہید ہو گئے تھے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ۳۲ھ میں وفات پاگئے تھے۔ تو حضرت علیؓ سمیت کل چار حضرات رہ گئے تھے۔ حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے اصحابِ شوریٰ کہلاتے ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک حضرت سعید رضی اللہ عنہ بھی حیات تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ وعنہم نے انتخاب خلیفہ کا مسئلہ اہل بدر پر موقوف فرمادیا۔ اہل بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ۳۲ھ میں صرف سو حضرات حیات تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میرے ترکہ میں سے تمام بدری صحابی کو چار چار سو دینار دیے جائیں۔ اُس وقت فہرست تیار ہوئی تو یہ سو حضرات حیات تھے۔ ان میں ان کی وصیت کے مطابق چار سو دینار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی قبول فرمائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۴)

۱؎ حضرت ابوالدرداءؓ قاضی شام تھے۔ اِن کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن کثیر اور دیگر حضرات نے ان کی وفات جنگ صفین کے بعد بتلائی ہے۔

اس کے بعد ۳۵ھ تک اور بھی بدری صحابۂ کرام کی وفات ہوئی مثلاً مسطح اور ابو عبس کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی۔ اس طرح بیعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے وقت صرف اَسّی اہل بدر حیات تھے۔ یہ سب آپ سے بیعت ہوئے تھے وَکَانَ فِیْ بَیْعَةٍ ثَمَانُوْنَ بَدْرِیًّا (البدایہ ج ۷ ص ۲۵۴)

(اس عبارت میں کتابت کی غلطی سے فِیْ جَیْشِہٖ لکھا گیا ہے)

وَکَانَ فِیْ اَھْلِ الْعِرَاقِ خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ بَدْرِیًّا. (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۷۴)

''لشکر اہل عراق میں پچیس اہل بدر تھے''۔

یہ بات دُرست ہے مثلاً تھوڑی تلاش سے ان حضرات کے اسماء گرامی ملے ہیں۔

(۱) عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اُسْتُشْھِدَ بِصِفِّیْنَ. (الاصابہ لابن حجر العسقلانی ؒ ج ۲ ص ۵۰۵) صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ شہید ہوئے حَتّٰی قُتِلَ بَیْنَ یَدَیْہِ (علی) بِصِفِّیْنَ وَصَلّٰی عَلَیْہِ عَلِیٌّ (تاریخ بغداد للخطیب ج ۱ ص ۱۵۱) ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے شہید ہوئے، حضرت علیؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضُمْرَةَ اَنَّ عَلِیًّا صَلّٰی عَلٰی عَمَّارٍ وَلَمْ یَغْسِلْہُ. (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۵۳). حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں غسل نہیں دیا۔

(۲) اَبُو الْھَیْثَمِ بْنُ التَّیِّھَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج ۴ ص ۲۰۹)

(۳) اَبُوْبُرْدَةَ بْنُ نِیَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج ۴ ص ۱۹)

(۴) سَھْلُ بْنُ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج ۲ ص ۸۶)

(۵) زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج ۱ ص ۵۴۲)

(۶) اَلْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ اُمَیَّةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ۱ /۲۹۱)

(۷) اَبُوْاَیُّوْبَ خَالِدُ بْنُ زَیْدٍ بْنِ کُلَیْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ۱/ ۴۰۴)

(۸) رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج ۱ ص ۵۰۳)

(۹) خَلِیْفَةُ اَوْ عَلِیْفَةُ بْنُ عَدِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج ۱ ص ۴۵۰)

(۱۰) فَرْوَةُ بْنُ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابه ج۳ ص ۱۹۸)

(۱۱) مَسْعُوْدُ بْنُ اَوْسِ بْنِ اَصْرَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابه ج۳ ص ۳۸۹)

(۱۲) خُزَیْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب مع الاصابه۱ ۴۱۶)

(۱۳) عَمْرُو بْنُ اَنَسِ الْاَنْصَارِیُّ الْخَزْرَجِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب مع الاصابه ج۲ ص ۵۱۷)

(۱۴) اَبُوْ عُمْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابه ج۵ ص ۲۶۳)

(۱۵) اَبُوْقَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الکامل لابن الاثیر ج ۴ ص ۵۰۰)

(۱۶) مَالِکُ بْنُ التَّیِّهَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابه ج ۴ ص ۲۷۴.الاستیعاب ج اص ۲۴۳)

(۱۷) اَبُوْ وَاقِدِ اللَّیْثِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَهِدَ بَدْرًا وَّصِفِّیْنَ (تهذیب التهذیب ج۱۲ ص ۲۷۰)

(۱۸) ثَابِتُ بْنُ عُبَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَهِدَ بَدْرًا وَّصِفِّیْنَ (اُسد الغابه ج۱ ص ۲۲۷)

(۱۹) اَبُوْفُضَالَةَ الْبُدْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَهِدَ بَدْرًا وَّقُتِلَ بِصِفِّیْنَ (ازالة الخفاء ج۲ ص ۲۷۳.۲۷۵)

(۲۰) عَتِیْکُ بْنُ التَّیِّهَانِ وَیُقَالُ عُبَیْدُ بْنُ التَّیِّهَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَهِدَ بَدْرًا وَّقُتِلَ بِصِفِّیْنَ فِیْ قَوْلٍ (الاستیعاب مع الاصابه ج۳ ص ۱۶۰)

اِن حضرات کے سوا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کے لشکر میں رہے :

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ بْن حُصَیْنِ نِ الْاَنْصَارِیُّ الْاَوْسِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسْدُ الْغَابَہ ج۳ ص ۲۷۴ . تهذیب التهذیب ج۶ ص ۷۸)

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُدَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاصابه ج ۲ ص ۲۷۲) وَقَدْ قَاتَلْتُمُوْهُمْ (الاستیعاب ج اص ۳۳۹ . ۳۴۰)

○ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بَشِیْرِ نِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاصابہ ج ۲ ص ۳۷۴)

○ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بُدَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب ج ۲ ص ۴۰۳)

○ ھَاشِمُ بْنُ عُتْبَۃَ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ ابْنِ اَخِیْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا (اُسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹ و تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۹۶) وَقُتِلَ بِصِفِّیْنَ مَعَ عَلِیٍّ بْنِ اَبِیْ طَالِب.

وَھُوَ الَّذِیْ فَتَحَ جَلَوْلَآءَ مِنْ بِلَادِ الْفُرُسِ وَتُسَمّٰی فَتْحُ الْفُتُوْحِ. (اُسد الغابہ) ۱

یہ وہ ہیں جنہوں نے ایرانی علاقہ جلولاء کو فتح کیا۔اس فتح کو فتح الفتوح یعنی فتوحات کا دروازہ کھولنا کہا جاتا ہے۔

○ اَلْمُغِیْرَۃُ بْنُ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ۴ / ۴۰۷)

○ حَنْظَلَۃُ بْنُ النُّعْمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج ۲ ص ۶۱)

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَامِیْل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج ۳ ص ۲۷۴)

○ حَجْرُ بْنُ عَدِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج ۱ ص ۳۸۵ و الاستیعاب ص ۱۳۴)

○ نُعْمَانُ بْنُ عِجْلَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج ۵ ص ۲۶)

○ اَشْعَثُ بْنُ قَیْسِ بْنِ مَعْدِیْکَرَبَ اَبُوْمُحَمَّدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تہذیب التھذیب ج ۱ ص ۳۵۹) وَکَانَ عَلٰی رَاْیَۃِ کِنْدَۃَ یَوْمَ صِفِّیْنَ مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَحَضَرَ قِتَالَ الْحَسَنِ الْخَوَارِجَ بِالنَّھْرَوَانِ. (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۱۹۶)

---

۱ یہاں سے حضرتؒ نے ترجمہ کے بغیر صرف عربی عبارات نقل فرمائی تھیں، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب نے ان کا ترجمہ کیا ہے، اِدارہ اُن کے تعاون کا شکر گزار ہے۔

یہ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کندہ قبیلہ کے لشکر کے سردار تھے اور خوارج کے خلاف جنگ نہروان میں بھی شریک ہوئے۔

○ وَسَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّةِ اَلْحَسنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَبْنَاءُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَاُمُّھُمَا فَاطِمَةُ الزَّھْرَآءُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ (تاریخ بغداد للخطیب ج ا ص ۱۳۸)

○ اَبُوْقَتَادَةَ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ بغداد ج ا ص ۱۵۹)

لَمَّا فَرَغَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مِنْ قِتَالِ اَہْلِ النَّھْرَوَانِ قَفلَ اَبُوْقَتَادَةَ الْاَنْصَارِیُّ وَمَعَہٗ سِتُّوْنَ اَوْ سَبْعُوْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ. قَالَ فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ. رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَعَنْھُمْ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۶۰)

جب حضرت علیؓ جنگِ نہروان سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوقتادہ انصاریؓ اور دیگر ساٹھ یا ستر انصار واپس ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی۔

○ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (وَھُوَ) ابْنُ الْخَطِیْمِ) شَھِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحُدًا. (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۷۵ و اُسد الغابہ ج ا ص ۲۲۸) وَکَانَ لَہٗ بَلَآءٌ مَّعَ عَلِیٍ وَاسْتَعْمَلَہٗ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الْمَدَائِنِ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۷۶)

یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگِ اُحد میں شریک تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ آزمائش کے کٹھن وقت میں رہے۔ حضرت علیؓ نے انہیں مدائن کا عامل بنادیا تھا۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے :

حضرت ثابت اپنے گھر واپس آئے تو دیکھا کہ حضرات انصار رضی اللہ عنہم مسجد بنی ظفر میں جمع ہیں۔ یہ حضرت معاویہؓ کے پہلے پہل خلیفہ بنائے جانے کے بعد کی بات ہے۔ یہ حضرات اِس غرض سے جمع ہوئے تھے کہ حضرت معاویہؓ کو اپنے حقوق طلب کرنے کے لیے لکھیں۔ کیونکہ انہوں نے ان کے وظائف دو یا تین سال سے بالکل نہیں دیے تھے۔ حضرت ثابت نے ان حضرات سے پوچھا یہ کیا ہورہا ہے؟ اُنہوں نے کہا ہم

چاہتے ہیں کہ معاویہ ؓ کو لکھیں۔ یہ فرمانے لگے کہ ایک جماعت کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم میں سے ایک آدمی لکھ دے۔ جو کچھ ہونا ہو وہ آپ سب میں سے ایک کے ساتھ ہو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ آپ سب کے ساتھ ہو اور آپ سب کے نام ان کے پاس پہنچ جائیں۔ یہ حضرات کہنے لگے تو ایسا شخص کون ہے جو ہمارے لیے اپنے آپ کو پیش کرے۔ ثابت نے فرمایا کہ ''میں''۔ اُنہوں نے کہا پھر آپ جانیں۔ اُنہوں نے لکھا اور اپنا نام پہلے لکھا۔ اُنہوں نے اِس میں متعدد چیزیں لکھیں :

مِنْهَا نُصْرَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرُ ذٰلِكَ. وَقَالَ حَبَسْتَ حُقُوْقَنَا وَاعْتَدَيْتَ عَلَيْنَا وَظَلَمْتَنَا وَمَالَنَا اِلَيْكَ ذَنْبٌ اِلَّا نُصْرَتَنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ كِتَابُهٗ عَلٰى مُعَاوِيَةَ دَفَعَهٗ اِلٰى يَزِيْدَ فَقَرَأَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ مَاالرَّأْيُ؟ فَقَالَ تَبْعَثُ فَتَصْلُبُهٗ عَلٰى بَابِهٖ فَدَعَا كُبَرَآءَ اَهْلِ الشَّامِ فَاسْتَشَارَهُمْ فَقَالُوْا تَبْعَثُ اِلَيْهِ حَتّٰى تَقْدَمَ بِهٖ هٰهُنَا وَتَقِفُهٗ لِشِيْعَتِكَ وَلِاَشْرَافِ النَّاسِ حَتّٰى يَرَوْهُ ثُمَّ تَصْلُبُهٗ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ غَيْرُ هٰذَا؟ قَالُوْا لَا. فَكَتَبَ اِلَيْهِ قَدْ فَهِمْتُ كِتَابَكَ وَمَا ذَكَرْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّهَا كَانَتْ ضَجْرَةً لِّشُغْلِيْ وَمَاكُنْتُ فِيْهِ مِنَ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ شَهَرْتَ فِيْهَا نَفْسَكَ فَانْظُرْنِيْ ثَلَاثًا. فَقَدِمَ كِتَابُهٗ عَلٰى ثَابِتٍ فَقَرَأَهٗ عَلٰى قَوْمِهٖ وَصَبَّحَهُمُ الْعَطَاءَ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ. (تاریخ الخطیب ج۱ ص ۱۷۶)

اِن میں سے ایک بات نبی ﷺ کی نصرت کرنا تھی۔ اور انہوں نے لکھا کہ تم نے ہمارے حقوق روک لیے اور تم نے ہم پر ظلم و زیادتی کی حالانکہ ہمارا صرف یہی قصور ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی نصرت و مدد کی۔ جب ان کی یہ تحریر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ یزید کو پکڑا دی۔ یزید نے اس کو پڑھا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ یزید نے کہا کہ آپ کچھ فوجی بھیج کر اُن کو اُن کے دروازے پر سولی دیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے بڑے لوگوں کو بلوایا اور اُن سے مشورہ کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ اِن کو بلوائیں اور وہ یہاں

آئیں اور آپ ان کو اپنے حمایتیوں اور سرکردہ لوگوں کے سامنے کھڑا کریں تاکہ وہ ان کو دیکھیں پھر آپ اِن کو سولی دے دیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس کے علاوہ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جواب لکھا کہ میں نے آپ کی تحریر کو سمجھا اور آپ نے جو نبی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میں پریشانی میں مشغول تھا اور اس جنگ میں مبتلا تھا جس میں آپ نے اپنے کو خوب مشہور کیا۔ تو مجھے تین دن کی مہلت دیجئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب حضرت ثابتؓ کے پاس آیا تو انہوں نے وہ اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا اور چوتھے دن ان کو وظیفے دے دیے۔

○ اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۷۷)

○ قَیْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب جا ص ۱۷۷)

○ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ (شَهِدَ اُحُدًا وَالْمَشَاهِدَ بَعْدَهَا) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج ۳ ص ۳۷۱) وَکَانَ قَدِ اسْتَعْمَلَ عُمَرُ حُذَیْفَةَ عَلٰی مَاسَقَتْ دَجْلَةُ وَاسْتَعْمَلَ عُثْمَانَ بْنُ حُنَیْفٍ عَلٰی مَا سَقَی الْفُرَاتُ. (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۷۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اِن اراضی پر عامل بنایا جن کو دجلہ سیراب کرتا تھا اور حضرت عثمان بن حنیف کو اُن اراضی پر عامل بنایا جن کو دریائے فرات سیرات کرتا تھا۔

وَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَعَثَهٗ اِلَی الْعِرَاقِ عَامِلًا وَاَمَرَهٗ بِمَسَاحَةِ سَقْیِ الْفُرَاتِ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۷۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو عامل بنا کر عراق بھیجا اور اِن کو حکم دیا کہ یہ دریائے فرات سے سیراب شدہ اراضی کی پیمائش کریں۔

○ اَبُوْسَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۰)
رَوٰی عَنْہُ مِنَ الصَّحَابَةِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ وَ وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِیْ حَیَاةِ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ وَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ لَمَّا حَارَبَ الْخَوَارِجَ بِالنَّھْرَوَانِ.

صحابہ ؓ میں سے حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے حدیثیں نقل کی ہیں اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں مدائن آئے اور دوسری مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے جب خوارج کے ساتھ ''جنگ نہروان'' ہوئی۔

○ اَبُوْبَرْزَةَ الْاَسْلَمِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۲)

○ قُرْظَةُ بْنُ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ . وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِیْ صُحْبَةِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ لَمَّا سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ وَکَانَ عَلٰی رَاْیَةِ الْاَنْصَارِ یَوْمَئِذٍ.
(تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُس وقت مدائن میں آئے جب وہ صفین کی طرف چلے اور یہ اُس جنگ میں انصار کے ایک لشکر کے سردار تھے۔

○ نَافِعُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصِ ابْنِ اَخِیْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِیْ صُحْبَةِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ
(تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۵) (حذیفة و سلمان ص ۱۸۰)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کے لیے چلے تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدائن آئے۔

○ اَبُوْلَیْلٰی الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالِدُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی وَاسْمُہٗ یَسَارٌ وَفِیْ وُلْدِہٖ جَمَاعَةٌ یُذْکَرُوْنَ بِالْفِقْہِ وَیُعْرَفُوْنَ بِالْعِلْمِ وَکَانَ اَبُوْ لَیْلٰی خَصِیْصًا بِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَسْمُرُ مَعَہٗ

وَمُنْقَطِعًا اِلَیْہِ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۶)

اِن کا نام ''یسار'' ہے، اِن کی اَولاد میں کئی لوگ فقہ میں نیک نام اور علم دین میں مشہور ہوئے..........

○ عَدِیُّ بْنُ حَاتِمٍ . قَدِمَ عَدِیٌّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَعَ وِسَادَۃً کَانَتْ تَحْتَہٗ فَاَلْقَاھَا لَہٗ حَتّٰی جَلَسَ عَلَیْھَا وَسَاَلَہٗ عَنْ اَشْیَآءَ فَاَجَابَہٗ عَنْھَا ثُمَّ اَسْلَمَ وَحَسُنَ اِسْلَامُہٗ وَرَجَعَ اِلٰی بِلَادِ قَوْمِہٖ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ ثَبَتَ عَدِیٌّ وَقَوْمُہٗ عَلَی الْاِسْلَامِ وَجَاءَ بِصَدَقَاتِھِمْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ وَحَضَرَ فَتْحَ الْمَدَائِنِ وَشَھِدَ مَعَ عَلِیٍّ اَلْجَمَلَ وَصِفِّیْنَ وَالنَّھْرَوَانَ. (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۹)

مَاتَ سَنَۃَ تِسْعٍ وَّتِسْعِیْنَ وَھُوَ ابْنُ عِشْرِیْنَ وَمِأَۃٍ.

عدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ جب نبی ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ نے اپنی گدی جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے نکال کر اِن کے لیے بچھائی اور اِن کو اِس پر بٹھایا۔ پھر اُنہوں نے نبی ﷺ سے کچھ باتیں پوچھیں جن کا آپ نے جواب دیا۔ پھر یہ مسلمان ہوئے اور سچے پکے ہوئے پھر اپنے وطن واپس ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عرب کے بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اُس وقت عدی رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم اسلام پر ثابت قدم رہی اور انہوں نے اپنی زکوٰۃ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ مدائن کی فتح میں شریک تھے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان میں شریک ہوئے۔ انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر میں 99ھ میں وفات پائی۔

○ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَبِیْبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. وَاُمُّہٗ اُمُّ سَلَمَۃَ بِنْتُ اُمَیَّۃَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ الْمَخْزُوْمِیِّ. زَوْجُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِيْ صُحْبَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ لَمَّا سَارَ اِلٰى صِفِّيْنَ . (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۱۹۴)

یہ رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھے اور ان کی والدہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کی طرف چلے تو یہ آپ کے ساتھ مدائن پہنچے۔

○ وَائِلُ بْنُ حجْرِ الْكِنْدِيُّ. وَكَانَ مَلِكَ قَوْمِهٖ وَفَدَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا فَقَرَّبَهٗ وَاَدْنَاهُ وَبَسَطَ رِدَاءَ هٗ فَاَجْلَسَهٗ عَلَيْهِ. وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِيْ صُحْبَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى صِفِّيْنَ وَكَانَ عَلٰى رَأْيَةِ حَضَرَمَوْتَ يَوْمَئِذٍ. (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۹۷)

یہ اپنی قوم کے بادشاہ تھے۔ مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اِن کو اپنے قریب کیا اور اِن کے لیے اپنی چادر بچھائی اور اِن کو اُس پر بٹھایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صفین کی طرف نکلے تو یہ اِن کی معیت میں مدائن آئے اور اُس وقت یہ حضرموت کے لشکر کے سردار تھے۔

○ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ رَافِعِ الْمَدَنِيُّ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

○ اَبُوالطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِيْ حَيَاةِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَبَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ صُحْبَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَادَ اِلٰى مَكَّةَ وَاَقَامَ بِهَا حَتّٰى مَاتَ وَهُوَ اٰخِرُ مَّنْ تُوُفِّيَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۱۹۸)

یہ پہلے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں مدائن آئے پھر دوسری مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں آئے۔ اس کے بعد یہ مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اپنی وفات تک وہیں رہتے رہے۔ صحابہؓ میں سے یہ وہ ہیں جن کی وفات سب کے آخر میں ہوئی۔

○ اَبُوْ جُحَیْفَةَ السَّوَائِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاسْمُہٗ وَھَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ حِیْنَ فَرَغْنَا مِنَ الْحَرُوْرِیَّةِ .(تاریخ بغداد للخطیب ١/ ١٩٩)

○ سُلَیْمَانُ بْنُ صُرَدَ الْخُزَاعِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَرَدَ الْمَدَائِنَ وَ بَغْدَادَ وَحَضَرَ صِفِّیْنَ مَعَ عَلِیٍّ وَ قُتِلَ یَوْمَ عَیْنِ الْوَرْدَةِ بِالْجَزِیْرَةِ.(تاریخ الخطیب ج ١ ص ٢٠١)

یہ مدائن اور بغداد میں آئے۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔مقام جزیرہ میں عین وردہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

○ یَزِیْدُ بْنُ نُوَیْرَةَ وَرَدَ الْمَدَائِنَ وَقُتِلَ مَعَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ النَّھْرَوَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا. وَکَانَتْ لَہٗ سَابِقَةٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . شَھِدَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَرَّتَیْنِ (تاریخ بغداد للخطیب١ /٢٠٣ و ٢٠٤)

مدائن آئے اور جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے.............رسول اللہ ﷺ نے دومرتبہ اِن کو جنت کی بشارت دی۔

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُدَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بُدَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَلْخُزَاعِیَانِ. وَرَدَا فِیْ عَسْکَرِ عَلِیٍّ حِیْنَ سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ. وَھُمَا رَسُوْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَھْلِ الْیَمَنِ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْھِمَا بُدَیْلِ بْنِ وَرْقَاءَ.(تاریخ الخطیب١/ ٢٠٤)

یہ دونوں خزاعی ہیں اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کی طرف چلے تو یہ آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے اِن دونوں کو اہل یمن کی طرف اپنا قاصد بنا کر بھیجا تھا۔نبی ﷺ نے اِن کے والد بدیل بن ورقاء کو اپنی ایک تحریر بھی بھیجی تھی۔

○ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا. (تاریخ الخطیب ج ١ ص ٢٠٥)

اِن ہی کی شہادت کی وجہ سے نہروان میں جنگ ہوئی اور خوارج مارے گئے ۔

○ اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. (تاریخ بغداد للخطیب ۱/ ۲۰۸)

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ الْخَطْمِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب ۱ / ۳۸۷)

○ حَکِیْمُ بْنُ جَبْلَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ . (الاستیعاب ج ۱ ص ۱۲۱)

وَ کَانَ فِیْ غَزَاةِ سِنْد .

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَتِیْکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب ج۱ ص ۳۷۷)

○ بَشِیْرُ بْنُ اَبِیْ زَیْدٍ وَ وَدَاعَةُ بْنُ اَبِیْ زَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیَّانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مَعَ عَلِیٍّ فِیْ صِفِّیْنَ . (الاستیعاب ج۱ ص ۶۳)

○ بَشِیْرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ مِحْصَنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قُتِلَ بِصِفِّیْنَ مَعَ عَلِیٍّ (الاستیعاب ج ۱ ص ۶۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک اور شہید ہوئے ۔

○ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ الْخَطِیْمِ الْاَنْصَارِیُّ الْاَوْسِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَعَ عَلِیٍّ فِی الْجَمَلِ وَ صِفِّیْنَ . (اُسد الغابہ ج ۱ ص ۲۲۸)

''جنگ جمل اور جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے'' ۔

○ اَلْمُغِیْرَةُ بْنُ نَوْفَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَعَ عَلِیٍّ (اُسد الغابہ ۴ / ۴۰۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ۔

○ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْبُجَلِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ .(الاخبار الطوال ص ۲۹۶) وبیعتہ (ابن خلدون ص ۱۵۰)

○ حَنْظَلَةُ بْنُ النُّعْمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (اُسْدُ الْغَابَہ ج ۲ ص ۶۱)

حج : اجتماعی بندگی کی علامت

﴿ حضرت مولانا مصلح الدین قاسمی، مدرسہ شاہی/مراد آباد، انڈیا ﴾

رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو گیا، حج کے مہینے شروع ہو گئے، ہر ذی استطاعت مومن بندے کے لیے بڑی آزمائش اور قربانی کا وقت آگیا۔ روزے دار ابھی تک اپنا گھر چھوڑ کر مسجد میں اعتکاف کے لیے آپڑا تھا اور اب اسے ملک بھی چھوڑنا ہے، دیارِ محبوب کے لیے رَختِ سفر باندھنا ہے، عام لباس چھوڑ کر عاشقانہ لباس زیب تن کرنا ہے، پُر تکلف رہن سہن کو خیر باد کہہ کر بے تکلف سادہ اور زاہدانہ روِش اپنانا ہے۔

دنیا کا ہر مسلمان چاہے اُس کا تعلق کسی بھی خطے یا کسی بھی ملک سے ہو، حج جیسے عظیم الشان فریضے کو ادا کرنے کا ہمہ وقت خواہش مند اور محبوبِ حقیقی کی جلوہ گاہ دیکھنے کے شوق میں بسمل بنا رہتا ہے اور اس شوق کی آگ کو بجھانے کے لیے پوری زندگی کوششیں کرتا رہتا ہے اور زندگی کے جس مرحلے میں بھی اسبابِ سفر مہیا ہو جائیں وہ موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ندائے عام **وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ** پر لبیک کہنے کا جذبہ سفر کی تمام مشکلات کو اُس کی نگاہ میں ہیچ بلکہ سفرِ حج کی تمام تکلیفوں کو راحت بنا دیتا ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے اس مقدس سرزمین کے لیے دعائیں کرتے ہوئے فرمایا تھا : **فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ** (سورہ ابراہیم/ ۳۷) یعنی اے اللہ! بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردے۔ رب کریم نے اپنے نبی کی دعا کو قبول فرمایا اور اِس ندا کو پوری دنیا میں عام کرنے اور تمام رُوحوں تک پہنچانے کی ذمہ داری لیتے ہوئے یہ خوش خبری سنائی : **يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ .** (سورہ حج/ ۲۷) یعنی آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آئیں گے آپ کی طرف پیدل چل کر اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اُونٹوں پر چلے آئیں گے دُور دراز علاقوں سے۔ چنانچہ مومن بندے اس عاشقانہ سفر میں ساری پریشانیاں بہ خوشی برداشت کر کے اپنے محبوب کے دروازے پر حاضری کے لیے پابہ رکاب رہتے ہیں بلکہ دنیا کے چپے چپے سے لاکھوں کروڑوں محبانِ خدا اپنے محبوبِ حقیقی کی آواز پر پروانہ وار ٹوٹ پڑتے ہیں۔

سفرِ حج پر روانہ ہونے والے تمام مومنین اپنے اردگرد موجود ذاتی وانفرادی زنجیروں کو توڑ کر پھینک دیتے ہیں تاکہ وحدت کی مشق کریں اگرچہ ان لوگوں کا تعلق مختلف قوموں سے ہے، وہ الگ الگ علاقوں کے رہنے والے ہیں، خاندانی اور نسلی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اِن میں عرب ہیں، عجم ہیں، ایشیائی ہیں، افریقی ہیں، یورپی ہیں، سیاہ فام اور گورے ہیں، گاؤں والے ہیں، شہر والے ہیں، عالم وجاہل ہیں، کمانڈر وحاکم ہیں، ملازم وخدمت گزار ہیں، دولت منداور فقیر ہیں۔ بہرحال یہ جو کچھ ہیں جہاں کے ہیں چاہے جیسا لباس پہنتے ہوں اور چاہے جتنی خصوصیات کے حامل ہوں، اُن کی یہ تمام چیزیں اپنی جگہ پر ہیں مگر اس سرزمین پر قدم رکھتے ہی یہ لوگ اپنی ذاتی اور انفرادی زندگی سے تعلق رکھنے والی تمام چیزوں کو ترک کردیتے ہیں اور ایک رنگ وایک ہی قسم کا لباس پہن کر آپس میں گھل مل جاتے ہیں۔ میقات ہو یا عرفات، سعی ہو یا طواف، مِنٰی ہو یا مشعرِ حرام، ہر جگہ سب لوگ ایک ساتھ ایک شکل میں ایک ہی عمل انجام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تمام محبانِ خدا اور زائرین بیت اللہ آبادی کی بھیڑ میں گم ہوجاتے ہیں تاکہ اپنی ذات کو بھول جائیں، یہ ایک قطرے کی طرح انسانوں کے سمندر میں شامل ہوجاتے ہیں تاکہ ایک مخصوص انداز میں ابدیت کے سمندر کی سیر کرلیں کیونکہ ان لوگوں نے کثرت سے وحدت کی طرف پہنچنے کا قصد کر رکھا ہے چنانچہ ہر عاشق ومحبّ اپنا ہوش کھو کر بے خودی اور کیف ومستی کے والہانہ جذبات کے ساتھ اپنے رب کے حضور اس شان کے ساتھ آتا ہے کہ نہ اُسے اپنے کپڑوں کا ہوش ہے اور نہ بالوں کا، گرد وغبار سے اٹے ہوئے چہرے کے ساتھ محبوب کے دروازے پر پہنچ کر اپنی حاضری کا اعلان کرتا ہے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکُ . لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکُ . اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکُ لَاشَرِیْکَ لَکَ یعنی ''حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں بے شک سبھی تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہت بھی، تیرا کوئی ساجھی نہیں''۔

دربارِ خداوندی میں پہنچنے والا ہر بندہ ایک ایک فریضے کی ادائیگی دیوانوں کی طرح کرتا ہے، کبھی اپنے مالک کے گھر کا چکر لگاتا ہے تو کبھی عرفات میں حمد وثنا کرتا ہوا اپنی کوتاہی کی معافی چاہتا ہے، کبھی مزدلفہ میں قربِ الٰہی کا خواہاں رہتا ہے تو کبھی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگا کر سنتِ عاشقانہ کو تازہ کرتا ہے، کبھی مقام

ِ ابراہیم پر دست بستہ قیام کرتا ہے تو کبھی میدانِ عرفات میں سربسجود محبوب کی یاد میں اشکبار رہتا ہے، جمرات کو نہیں نفس کے شیطان کو کنکریاں مارتا ہے، جانوروں کی نہیں حقیقتاً اپنے نفس کی قربانی دیتا ہے۔

مومن بندے کی یہی وہ ادائیں ہیں جن کے طفیل اللہ رب العزت رحمت کے خزانے کھول دیتا ہے، بڑے بڑے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور حاجی اپنے ربّ کریم کے دربار سے اس طرح لوٹتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا ہو۔ حدیث شریف میں اس خوش خبری کی صراحت ان الفاظ میں آئی ہے مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ . (بخاری شریف ۲/۲۰۶) ''جس نے محض اللہ کے لیے حج کیا پس اُس نے ایسی باتیں نہ کیں جو عورتوں کے ساتھ ہوتی ہیں اور گناہ نہ کیے تو ایسا واپس ہوگا جیسا اُس روز تھا جس دن اُس کی ماں نے اسے جنا تھا''۔

حج اجتماعی بندگی کی واضح ترین علامت ہے۔ حج کے دوران مومن بندہ اپنے خالق سے وحدتِ عمل کا معاہدہ کرتا ہے، وہ اپنے ہر ایک عمل سے خداوندِ قدوس سے اپنے رابطے کی شہادت پیش کرتا ہے۔ اعمالِ حج کے دوران حاجی موت وحیات کو بہ خوبی سمجھ لیتا ہے وہ چلتی پھرتی آبادی کے اِس سیلاب سے میدانِ محشر، اہلِ محشر اور اہلِ محشر کی حالت کا اندازہ کر لیتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ سبھی لوگ دوڑ دھوپ میں لگے ہوئے ہیں تاکہ اپنے فرائض کو ٹھیک طریقے سے سمجھ لیں اور ہر فریضے کو صحیح طریقے سے ادا کریں اور کسی فریضے کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ ہو، ان کا حساب یہیں صاف ہو جائے اور کسی بھی کوتاہی اور جرم کا دَم اُن کے ذمے باقی نہ رہے۔

میدانِ عرفات کا منظر بھی قابل دید ہوتا ہے، دُور دُور تک جدھر بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھو تمام لوگ ایک ہی جیسے لباس میں متحد الشکل نظر آتے ہیں، تاحدِ نگاہ انسانوں کا سیلاب اُمنڈتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس منظر کو دیکھنے کے بعد اسلامی تعلیمات کی عظمت، شان وشوکت اور اجتماعی بندگی کا اندازہ ہوتا ہے یہاں کوئی شخص کمانڈر و حاکم نہیں اس نظام کی تنظیم کا کوئی ناظم نہیں اور کسی کو محکومیت کا احساس نہیں بلکہ تمام لوگ یکساں ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، سب ہی محترم ہیں، سب ہی دُنیوی امتیازات سے کنارہ کشی اختیار کیے ہوئے ہیں، کسی میں مال و دولت کی ہوس اور سماجی عہدہ و مقام اور دُنیاوی شان وشوکت کے حصول کی خواہش نہیں، سب اپنے گناہوں کی معافی کے لیے آئے ہیں، سب غور و فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں

مگر اُن کی فکر دنیا کے سلسلے میں نہیں بلکہ اُن کی فکر کا محور آخرت ہے۔ سب اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اس یقین کے ساتھ آئے ہیں کہ اس در کے علاوہ کوئی در نہیں، ان کی آنکھوں سے توسیلِ اشک رواں ہے مگر وہ دل سے یہ کہہ رہے ہیں : ''اے اللہ ! تو رحمٰن ہے، ہم ہزار برے ہیں لیکن ہمارے گناہوں سے زیادہ وسیع تیری رحمت کی چادر ہے''۔

وہ جانتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ عدل پر اُتر آئے تو ہماری نجات ممکن نہیں ہے اس لیے گھبرا کر کہتے ہیں : ''مالک ! ہمیں آپ کا عدل نہیں آپ کا فضل چاہیے''۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہماری کوتاہیوں کا ذخیرہ اتنا بڑا ہے کہ اگر حساب شروع ہوا تو بہر حال پکڑے جائیں گے اس لیے پکار کر کہتے ہیں: ''مالک ! حساب نہ لیجئے، ہم حساب دینے کی ہمت کہاں سے لائیں ہم کو تو اپنے فضل و کرم سے حساب و کتاب کے بغیر معاف کر کے جنت دیدیجیے''۔ ہر ایک حاجی خداوندِ قدوس کے دربار میں اس یقین کے ساتھ حاضر ہوتا ہے کہ یہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا ہے، اس لیے ہم بھی بخشش کا پروانہ لے کر جائیں گے، فضلِ الٰہی اور رحمتِ باری کی بارش ہم پر بھی ضرور ہوگی۔

اپنی عاجزی کا احساس، اپنی کوتاہی کا اعتراف، اللہ کی رحمت پر اعتماد اور اس کے ساتھ ''کچھ نہ کچھ لے کر ہی جائیں گے'' کا یقین، پھر کیف و مستی و خود فراموشی اور عشق و محبت کے جذبات سے سرشار ہونا، مچل مچل کر مانگنا، لپٹ لپٹ کر رونا، یہی وہ صدائیں اور ادائیں ہیں جو رحمتِ الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں اور ہر حاجی اپنا دامنِ مراد بھر لیتا ہے اور معصوم، صاف ستھرا، دُھلا دُھلایا بڑی دولت لے کر لوٹتا ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ ندائے شاہی، انڈیا)

اصلاح خواتین

زبان کی حفاظت اور اُس کا طریقہ

﴿ ازافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جو شخص میرے واسطے اُس چیز کا ذمہ دار ہو جائے جو اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو اُس کی ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرم گاہ، میں اُس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں۔ (فروع الایمان)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لیے گنجائش والا ہونا چاہیے یعنی بلاضرورت گھر سے باہر مت نکلو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

فائدہ :

بڑی آفتوں میں سے ایک زبان کی آفت ہے جو بظاہر نہایت ہلکی ہے اور حقیقت میں بہت بھاری۔ اِسی واسطے رسول اللہ ﷺ نے اِس کو سنبھالنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ اکثر آفتیں زبان کی بدولت ہوتی ہیں۔ جب تک زبان نہیں چلتی نہ کسی سے لڑائی ہو اور نہ عدالت میں خصومت اور جہاں زبان چلی یہ سب باتیں موجود ہو جاتی ہیں۔

اِس کا علاج اور حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا اِرادہ کرے تو بے سوچے سمجھے نہ کہہ ڈالے کم از کم دو تین سیکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنی چاہتی ہوں میرے مالکِ حقیقی کو ناخوش کر دینے والی تو نہیں ہے؟ اگر اطمینان ہو تو بولنا شروع کرو مگر ضرورت کے موافق، اور اگر ذرا بھی خلجان ہو تو خاموش رہو انشاء اللہ نہایت سہولت سے سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

جھوٹ :

زبان کے بہت سے گناہ ہیں، سب سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اِن میں سے ایک جھوٹ بھی ہے جس کو لوگوں نے ایسا بنا رکھا ہے جیسے ماں کا دُودھ ہوتا ہے کہ اس سے کوئی بچا ہوا نہیں ہوتا۔ اور جھوٹ وہ چیز

ہے کہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں اور پھر اِس کو مسلمان کیسا مزے دار سمجھتے ہیں حالانکہ جھوٹ کے ذرا سے لگاؤ ہو جانے سے بھی گناہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بچے سے بہلانے کے طور پر یوں کہا کہ آؤ چیزیں دیں گے تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ آجائے تو کیا چیز دوگی؟ اُنہوں نے دکھایا کہ یہ میرے ہاتھ میں کھجور ہے۔ فرمایا! اگر تمہاری نیت کچھ دینے کی نہ ہوتی تو گناہ لکھا جاتا۔ دیکھا آپ نے کہ جھوٹ ایسی بُری چیز ہے۔(تسہیل المواعظ)

غیبت :

زبان کا یہ گناہ ہے کہ لوگوں کی پیٹھ پیچھے اُن کی ایسی باتیں کرے جن سے وہ بُرا مانیں اِسے ''غیبت'' کہتے ہیں۔(عموماً عورتیں) یہ کہا کرتی ہیں کہ ہم اُس کے منہ پر کہہ دیں گے۔ اَجی اگر منہ پر عیب لگاؤ گی تو کون سا اچھا کروگی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اگر منہ پر (یعنی سامنے) بُرا کہوگی تو بدلہ بھی پاؤ گی، وہ تم کو بُرا کہے گی۔

پیٹھ پیچھے برائی کرنا تو دھوکہ سے مارنا ہے۔ یاد رکھو جیسے دوسروں کے مال کی قدر و عزت ہوتی ہے ایسے ہی بلکہ اِس سے زیادہ آبرو کی عزت ہے۔ دیکھو نا! جب عزت آبرو پر آنچ آتی ہے تو مال تو کیا چیز ہے جان تک کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ تو جب دوسرے کے مال پر ہاتھ ڈالنا جائز نہیں تو عزت آبرو پر ہاتھ ڈالنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

مگر غیبت ایسی پھیل گئی ہے کہ باتوں میں معلوم نہیں ہوتا کہ غیبت ہوگئی ہے یا نہیں؟ اِس سے بچنے کی ترکیب تو بس یہی ہے کہ کسی کو بھلا یا بُرا کچھ ذکر نہ کیا جائے کیونکہ بھلائی کا بھی ذکر کروگی تو شیطان دوسرے کی بُرائی تک پہنچا دیتا ہے اور کہنے والا سمجھتا ہے کہ بھلائی کا ذکر کر رہا ہوں حالانکہ بُرائی کے مل جانے سے وہ بھلائی بھی کی نہ کی برابر ہوگی۔

محترم ماؤں بہنو! آپ کو تو اپنے ہی کام بہت ہیں پہلے اُن کو پورا کیجیے آپ کو دوسرے کی کیا پڑی۔ غیبت میں گناہ ہونے کے علاوہ کچھ مزہ بھی تو نہیں اور دُنیا میں اِس کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ جب دوسرے کو معلوم ہوگا تو عداوت پیدا ہو جائے گی پھر آپ خود ہی سمجھ لیجیے کہ اِس کا کیا اثر ہوگا۔

عورتوں میں غیبت کا مرض بہت ہے۔ وہ عورت ہی نہیں جو غیبت نہ کرے اور غیبت غیر رمضان میں بھی حرام ہے اور رمضان میں تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ نہ معلوم لوگوں کو غیبت میں کیا مزہ آتا ہے۔ تھوڑی دیر

کے لیے اپنا جی خوش کر لیتے ہیں پھر اگر اُس کو خبر ہوگئی جس کی غیبت کی ہے اور اُس سے دُشمنی بڑھ گئی تو عمر بھر اُس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

اگر کسی کو ذرا بھی حس ہو تو غیبت کے ساتھ ہی دل میں ایسی حالت (تاریکی) پیدا ہوتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے کسی نے گلا گھونٹ دیا ہو۔ اِس لیے میں عورتوں سے کہتا ہوں کہ تم خاص طور پر اِس سے بچنے کا اہتمام کرو کیونکہ تمہارے یہاں اِس کا بازار بہت گرم رہتا ہے۔ عورتوں کو جتنا روزہ کا بہت شوق ہے اُتنا ہی اُن کا روزہ ناقص ہوتا ہے اور وہ صرف اِس منحوس غیبت کی وجہ سے۔ کیونکہ اور گناہ رشوت اور ظلم اور سود وغیرہ سے تو عورتیں محفوظ رہتی ہیں تو بھائی خدا کے لیے روزہ میں اپنی زبان کو روک لو۔ (النسوان فی رمضان. العاقلات الغافلات. حقوق الزوجین)

غیبت کی عادت :

عورتیں غیبت بہت کرتی ہیں، خود بھی حکایت وشکایت کرتی ہیں اور دوسروں سے بھی سنتی ہیں اور اِس تلاش میں رہتی ہیں کہ کوئی عورت باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا فلانی مجھ کو کیا کہتی تھی۔ گویا انتظار ہی کر رہی تھیں۔ آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی بس پھر تو پُل باندھ لیا۔

خوب سمجھ لو کہ اِس غیبت سے نا اتفاقی ہو جاتی ہے۔ آپس میں عداوت اور دُشمنی قائم ہو جاتی ہے۔ اِس کے علاوہ غیبت کرنا اور اِس کا سننا خود بڑا گناہ بھی ہے۔ کلام اللہ میں اِس کی بڑی مذمت آئی ہے۔ (العاقلات الغافلات. حقوق الزوجین) (جاری ہے)

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر شام 4:15 بمقام بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ رابطہ نمبر : 5163393 - 7703662 - 7726702

قسط : ۱۱

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ رض

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَابَتُکَ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُھُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَوَلَدُھَا. (رواہ ابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردَویہ فی تفاسیرھم والطبرانی فی المعجم الکبیر).

حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی "یعنی کہہ دیجیے اے رسول اللہ ﷺ میں تم سے اُجرت نہیں مانگتا احکامِ خداوندی پہنچانے کی مگر دوستی اہل قرابت کی چاہتا ہوں یعنی میرے اہلِ قرابت سے محبت رکھو جس سے مجھے تکلیف اور رنج نہ ہو اور دینی خدمت تو میں اللہ کے واسطے کرتا ہوں کچھ مزدوری اُس پر نہیں چاہتا اور دوستی اہل قرابت کی مزدوری میں داخل نہیں بلکہ یہ خود ایک حکم مستقل ہے احکام خداوندی میں سے۔ اور وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عقلاء کے نزدیک مُسَلَّم ہے کہ اپنے محسن کے احسان کا لحاظ چاہیے اور احسان کا بدلہ پورا کرنا چاہیے موافق طاقت کے، پس ضرر اور رنج سے محسن کو خواہ وہ معلم ہو یا مرشد یا اور کسی طرح کا سلوک کرنے والا ہو بچانا ضروری ہے حد شرعی کے اندر، پھر چونکہ جناب رسول مقبول ﷺ اعلیٰ درجہ کے خیر خواہ اور محسن ہیں لہٰذا آپ کو ہر طرح سے منظور نظر اور خوش رکھنا اور رنج سے بچانا واجب ہے۔ پس اس آیت کے نازل ہوئے پیچھے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے وہ رشتہ دار

کون سے ہیں جن کی محبت ہم پر لازم ہوئی ہے؟ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا وہ رشتہ دار علی اور فاطمہ کی اولاد (یعنی حضراتِ حسنینؓ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے جو شانِ نزول آیت تطہیر میں وارد ہے)۔

(۴۱) اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ یُّزَوِّجَ عَلِیًّا فَاطِمَۃَ اَمَرَ مَلَکًا اَنْ یَّھُزَّ شَجَرَۃَ طُوْبٰی فَھَزَّھَا فَنَثَرَتْ رِقَاقًا یَعْنِیْ وِ کَاکًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مَلٰئِکَۃً فَالْتَقَطُوْھَا فَاِذَا کَانَتِ الْقِیٰمَۃُ ثَارَتْ مَلَائِکَۃٌ فِی الْخَلْقِ فَلَایَرَوْنَ مُحِبًّا لَّنَا اَھْلِ الْبَیْتِ مَحْضًا اِلَّا رَفَعُوْا اِلَیْہِ مِنْھَا کِتَابًا بَرَاءَ ۃً لَّہٗ مِنَ النَّارِ (رواہ الخطیب عن بلال مرفوعا وقال رجالہ کلھم مجھولون کذا قال الشوکانی قلت لایضرنا فان الضعاف تعتبر فی فضائل الاعمال فضلا عن فضائل الرجال وھذا الحدیث لیس مقطوعا بضعفہ بل یحتملہ ویحتمل غیرہ فاعتبارہ فی ھذا الموضع اولٰی تدبر)

جب حق تعالیٰ نے قصد فرمایا نکاح کرنے حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے تو حکم فرمایا ایک فرشتہ کو کہ وہ درختِ طوبیٰ (طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے) کو ہلاوے پس اُس فرشتے نے اُس درخت کو حرکت دی، سو گرائیں اُس درخت نے چکیں (یعنی نامے اور سندیں) اور پیدا کیا اللہ نے ملائکہ کو تو اُنہوں نے اُن چکوں (سندوں) کو چن لیا اور اُٹھالیا پس جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ فرشتے مخلوق میں پھریں گے تو نہ دیکھیں گے وہ کسی ہم اہل بیت کے دوست خالص کو لیکن اُن چکوں اور سندوں میں سے ایک سند اُس کو دے دیں گے جو جہنم سے براءت اور نجات کا ذریعہ ہوگی۔

(۴۲) مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَھْلِ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (رواہ ابوداؤد)

فرمایا رسول مقبول ﷺ نے جسے یہ بات اچھی معلوم ہو کہ پورے پیمانہ سے ناپے

(یعنی عمدہ اور پورا بدلہ دُرود شریف کا قیامت میں لیوے) جبکہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو اُسے چاہیے کہ یہ دُرود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یعنی اے اللہ درود بھیج محمد ﷺ پر جو نبی ہیں اور اُن کی بیبیوں پر جو مسلمانوں کی (رُوحی) مائیں ہیں اور اُن کی اولاد پر اور اُن کے گھر والوں پر جیسا کہ تونے دُرود بھیجا ابراہیمؑ پر بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔

سبحان اللہ ! کیا شانِ مقدس ہے حضرات اہل بیت کی کہ دُرود جیسی معظم عبادت میں وہ حضرات رسول مقبول ﷺ کے شریک ہیں جن میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں اور دُورد شریف میں آل محمد ﷺ سے مراد باعتبار عموم الفاظ کے تمام سادات جو قیامت تک ہونگے داخل ہیں اور اِس کے خلاف مراد لینا دعویٰ بلا دلیل ہے اور اسی طرح حدیث اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا میں بھی عموم مراد ہے اور اِس حدیث میں آل سے اُمت مراد لینا دعویٰ بلا دلیل ہے، خوب سمجھ لو۔ (جاری ہے)

نبوی لیل و نہار

﴿ حضرت مولانا سعد حسن صاحب ٹونکیؒ ﴾

خاص خاص دُعائیں :

صبح کے وقت کی دُعاء :

آنحضرت ﷺ صبح کے وقت یہ الفاظ دُعاء کے اِرشاد فرماتے اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. رَبِّ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَہٗ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ.

اگر شام ہوتی تو بجائے اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ کے اَمْسَیْنَا وَاَمْسٰی فرماتے باقی دُعا بالکل وہی ہوتی۔

طلوعِ آفتاب کی دُعاء :

آنحضرت ﷺ طلوعِ آفتاب کے وقت یہ دُعاء پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَنَا ھٰذَا الْیَوْمَ وَاَقَالَنَا فِیْہِ عَثَرَاتِنَا وَلَمْ یُعَذِّبْنَا بِالنَّارِ.

گھر سے نکلنے کی دُعاء :

آنحضرت گھر سے باہر نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزِلَّ اَوْ نُضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ یُظْلَمَ عَلَیْنَا اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا.

بازار جانے کی دُعاء :

آپ ﷺ جب بازار کی طرف تشریف لے جاتے تو اِرشاد فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا یَمِیْنًا فَاجِرًا اَوْ صَفْقَۃً خَاسِرَۃً.

دُعاء تیز ہوا چلتے وقت کی :

ہوا تیز چلتی تو آپ ﷺ فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ.

دُعاء بادل گرجتے وقت :

بادل گرجتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ .

دُعاء بارش برستے وقت :

بارش برستے ہوئے دیکھتے تو آپ ﷺ فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ صَیِّبًا ھَنِیًّا.

دُعاء آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے وقت :

آنحضرت ﷺ جب آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے تو فرماتے یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی طَاعَتِکَ .

دُعاء خوف کے وقت :

جب آنحضرت ﷺ کسی قوم سے خوف زدہ ہوتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ .

مشکل کام کے وقت دُعاء :

جب کوئی مشکل کام درپیش ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے اَللّٰھُمَّ لَاسَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَھْلًا اِذَا شِئْتَ.

دُعاء جمعہ کے دن :

جمعہ کے دن جامع مسجد میں داخل ہوتے تو آپ ﷺ دروازہ پکڑ کر فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ

اَوْجَهُ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْکَ وَاَقْرَبُ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْکَ وَاَفْضَلُ مَنْ سَئَلَکَ وَرَغِبَ اِلَيْکَ.

نظرِ بَدْ دُور کرنے کی دُعاء :

بچوں کو نظرِ بد شیطانی اثرات سے بچانے کے لیے یہ دُعاء کے الفاظ اِرشاد فرماتے اُعِيْذُكُمْ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّآمَّةٍ.

دُعاء چاند دیکھتے وقت :

جب آپ ﷺ پہلی رات کا چاند دیکھتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ .

دُعاء بُری خبر سنتے وقت :

آنحضرت ﷺ جب کوئی بری خبر سنتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

دُعاء خوشخبری سنتے وقت :

آنحضرت ﷺ جب کوئی خوشخبری سنتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ .

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

تین باتیں جن سے موت آسان ہوجاتی ہے :

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : " ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ یَسَّرَ اللّٰہُ حَتْفَہٗ وَاَدْخَلَہٗ جَنَّتَہٗ، رِفْقٌ بِالضَّعِیْفِ وَ شَفْقَۃٌ عَلَی الْوَالِدَیْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَی الْمَمْلُوْکِ". (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۹۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا : جس شخص میں (یہ) تین باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اُس پر موت کو آسان کردیں گے (۱) ضعیفوں کے ساتھ نرمی کرنا (۲) ماں باپ کے ساتھ شفقت سے پیش آنا (۳) اپنے غلام کے ساتھ احسان کرنا۔

ف : حدیثِ پاک میں مذکور ضعیف سے ہر وہ شخص مراد ہوسکتا ہے جو جسم و جان کے اعتبار سے ضعیف و کمزور ہو یا مالی حالت کے اعتبار سے ضعیف و کمزور ہو یا عقل و خِرد کے اعتبار سے ضعیف و کمزور ہو۔ غلام پر احسان کرنے سے مراد یہ ہے کہ مالک پر اُس کے غلام کے جو حقوق واجب ہیں اُن سے بھی زیادہ اُس کے ساتھ سلوک کرے۔

تین طرح کے آدمیوں پر جنت حرام ہے :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : " ثَلٰثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ اَھْلِہِ الْخُبْثَ." (مسند احمد، نسائی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۱۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : تین طرح کے آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کردیا ہے (۱) عادی شراب خور (۲) والدین کا

نافرمان (۳) دیّوث آدمی جو اپنے اہل وعیال میں برائی کو برقرار رکھے۔

ف : حدیثِ پاک میں جو یہ اِرشاد فرمایا گیا ہے کہ تین طرح کے آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر دُوسرے نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ ابتداءً جنت میں جانا حرام ہے۔ یہ لوگ اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جاسکیں گے۔ اِس تاویل کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ دیگر احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان اپنے ایمان کی بدولت ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں چلے جائیں گے، جنت سے ہمیشہ کے لیے محروم نہ رہیں گے۔ جنت سے ہمیشہ کے لیے محرومی صرف کفار کے لیے ہوگی اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ .

دَیُّوْث اُس بے غیرت انسان کو کہتے ہیں جو اپنی عورتوں کو اپنے گھر میں برائی میں ملوث ہوتے دیکھے اور اُنہیں اِس سے منع نہ کرے۔

تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے :

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : " ثَلٰثَۃٌ لَاتَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ." (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۱۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے (۱) عادی شراب خور (۲) رشتے ناطے توڑنے والا (۳) جادو کی تصدیق کرنے والا۔

ف : اس حدیثِ پاک میں بھی جنت میں داخل نہ ہوسکنے سے مراد سیدھے اور ابتداءً جنت میں جانا مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ سیدھے اور ابتداء ہی سے جنت میں نہیں جائیں گے، سزا بھگت کر جائیں گے۔

رشتے ناطے توڑنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو معمولی معمولی باتوں پر رشتہ ناطہ توڑ لیتا ہے۔ اگر کوئی معقول اور شرعی وجہ سے رشتہ ناطہ توڑے تو وہ اِس وعید میں داخل نہیں ہوگا۔

جادو کی تصدیق کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ جادو مؤثر بالذات ہے، ہر

حال میں اُس کا اثر ہوتا ہے چاہے اللہ کی منشا ہو یا نہ ہو۔ ایسا اعتقاد کفر ہے اور کافر ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم رہے گا۔ ایسا اعتقاد رکھنا کہ جادو برحق ہے اللہ چاہیں تو اُس کا اثر ہوتا ہے نہ چاہیں تو نہیں ہوتا، یہ صحیح ہے۔

حضور علیہ السلام کو اُمت کے حق میں تین باتوں کا خوف :

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَلٰثَةٌ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اَلْاِسْتِسْقَآءُ بِالْاَنْوَآءِ وَحَیْفُ السُّلْطَانِ وَتَکْذِیْبٌ بِالْقَدْرِ۔'' (مسند احمد بحوالہ مشکوۃ ص ۳۲۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو سنا آپ فرمارہے تھے کہ میں اپنی اُمت کے حق میں تین باتوں سے ڈرتا ہوں (کہ کہیں وہ اُن کو اختیار کر کے گمراہ نہ ہوجائیں) ایک تو چاند کی منازل کے حساب سے بارش طلب کرنا۔ دوسرے بادشاہ کا ظلم وزیادتی کرنا۔ تیسرے تقدیر کو جھٹلانا۔

ف : حدیثِ شریف میں مذکور لفظ '' اَنْوَاءٌ'' نوء کی جمع ہے جس کے لغوی معنی تو اُٹھنے اور گرنے کے آتے ہیں لیکن عام طور پر اِس کا استعمال چاند کی منازل کے مفہوم میں ہوتا ہے۔ علماءِ فلکیات کے مطابق چاند کی اٹھائیس منزلیں ہوتی ہیں اور چاند ہر شب اُن میں سے ایک منزل میں رہتا ہے۔ عرب کے مشرکین بارش کو اِن منازل کی طرف منسوب کرتے تھے اور جب بارش ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ چاند کی فلاں منزل کی وجہ سے بارش ہوئی ہے، چونکہ یہ ایک باطل عقیدہ ہے اِس لیے احادیثِ مبارکہ میں یہ عقیدہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

درج ذیل لڑکے اور لڑکیوں کے لیے مناسب رشتہ درکار ہے

(۱) لڑکا عمر 36 سال، قوم لاہوریان (۲) لڑکا عمر 34 سال قوم لاہوریان مکہ میں سیل مین، مڈل پاس (۳) لڑکا عمر 32 سال قوم لاہوریان سنار (جڑائی) (۴) لڑکی عمر 26 سال قوم لاہوریان مڈل پاس خانہ داری (۵) لڑکی عمر 24 سال قوم لاہوریان B.A خانہ داری۔ (رابطہ دفتر انوار مدینہ 042-7703662)

رؤیتِ ہلال اور اہلِ سرحد

﴿ جناب مولانا تنویر احمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

ہمارے دَور میں اگر چاند دیکھنے کا رواج ہے تو صرف رمضان المبارک اور عید الفطر کا ہے باقی مہینوں میں اگر تھوڑا بہت اہتمام ہوتا ہے تو ذی الحجہ کے چاند کا ہوتا ہے حالانکہ چاند کا دیکھنا کوئی مشکل نہیں ہے بشرطیکہ عادت ڈال لی جائے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کام صرف مولویوں کا ہے کہ دیکھنے کا اہتمام وہ کریں اور ماہرینِ فلکیات موسم کے اعتبار سے چاند کے محل وقوع، اُس کی پیدائش، اُس کی عمر اور نظر آنے یا نہ آنے کا امکان بتلا دیا کریں۔ جب چاند تیس کو ہم دیکھتے ہیں اور اگر وہ اپنی عمر کے اعتبار سے موٹا ہو تو ہر اَیرا غیرا کہتے دکھا گیا ہے ''یار! یہ تو کل کا چاند ہے، جب ہی تو اِتنا موٹا ہے، بس مولویوں کو چاند ہی نظر نہیں آتا۔'' خود دیکھنے کا اہتمام نہیں کیا اور الزام لگا مولویوں پر۔ اتنی بدگمانی قائم کرنے کو ہمارے دین میں قیامت کی علامات میں بتلایا گیا ہے۔

میں نے اپنے جدِ امجد حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہم سے بارہا سنا ہے کہ تقسیم ملک سے پہلے دہلی میں چاند میں فیصلے کے دو بزرگ معتبر تھے۔ ایک مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ اور فتح پوری مسجد کے امام مولانا مفتی مظہر اللہ نقشبندیؒ، ثانی الذکر بریلوی مکتبِ فکر کے عالم تھے۔ مفتی مظہر اللہ کے پاس کوئی جاتا کہ حضرت! چاند ہو گیا ہے۔ وہ پوچھتے کہ مفتی کفایت اللہؒ کا کیا فیصلہ ہے، پرچی لکھوا کر لاؤ۔ مفتی صاحبؒ لکھ کر دے دیتے۔ مفتی مظہر اللہؒ کہتے کہ مفتی صاحبؒ نے جو فیصلہ کیا وہی میرا فیصلہ ہے۔ اِس میں کوئی جھگڑا نہیں ہوتا تھا اور کبھی اِس کے برعکس ہوتا کہ مفتی کفایت اللہؒ، مفتی مظہر اللہؒ کے فیصلے پر صاد کرتے۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان میں جو کمیٹی پرائیویٹ طور پر بنی اُس کے روحِ رواں خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ تھے۔ اگرچہ شروع میں حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ اس کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔

یہ حقیقت بھی اہل پاکستان کو ابھی یاد ہوگی کہ ایک مرتبہ عید الفطر کا چاند نظر نہیں آیا تھا اور مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے تیس ویں روزے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن اُس وقت کے صدر پاکستان جنرل ایوب خان نے سرکاری طور پر اعلان کرایا کہ کل عید ہے۔ مولانا تھانویؒ پولو گراؤنڈ کراچی میں سرکاری عیدگاہ کے امام تھے،

ایوب خان نے کراچی سینٹرل جیل کی مسجد کے امام کو بلوا کر نماز عید ادا کی ۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان مولوی صاحب کا اپنا روزہ تھا اور عید کی نماز سرکاری اہل کاروں کو پڑھا کر چلے گئے ۔ انجام اس کا یہ ہوا کہ مولانا تھانوی ؒ کو گرفتار کرلیا گیا اور سرکاری عید گاہ کی امامت کو خیر باد کہہ کر مولانا نشتر پارک منتقل ہوگئے ۔ لیکن عوام نے مولانا کا ساتھ دیا سرکار کا نہیں ۔ پاکستان میں یہ پہلا موقع تھا کہ رؤیت کے مسئلے میں سرکاری مداخلت ہوئی ۔

ذوالفقار علی بھٹو نے ایک مرتبہ مولانا تھانویؒ سے کہا کہ مولانا ! آپ نے چاند نہ ہونے کا اعلان کیا ہے لیکن میں نے ہوائی جہاز سے عید کا چاند دیکھا ہے ۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ آپ عید کرلیں ، ہمارا تو روزہ ہوگا ۔ مختصر یہ کہ مولانا تھانویؒ ہمیشہ شرعی اُصولوں پر چلتے رہے اور عوامی سطح پر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا ۔ بھٹو صاحب کے زمانے میں رؤیت ہلال کمیٹی کو سرکاری کر دیا گیا تھا ، لیکن سرکار کی اِس میں چلتی پھر بھی نہیں تھی ۔

مولانا تھانوی ؒ کی جگہ مولانا محمود احمد رضویؒ پھر اِن کے بعد مولانا اطہر نعیمیؒ ، مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ ، مولانا غلام مصطفیٰؒ اس کے چیئر مین بنے ۔ آج کل ایک عرصے سے مفتی منیب الرحمٰن اس کے چیئر مین ہیں جو اس منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے یقیناً قابل احترام ہیں لیکن اب اِن کی شخصیت متنازعہ ہوگئی ہے ۔

ایک عرصہ سے صوبۂ سرحد کے خواص و عوام یک جہتی سے کوسوں دُور ہوگئے ۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ وہاں کے علماء بھی یہ بات سمجھنے کے لیے تیار نہیں کہ چاند کیا بلا ہے ؟ چاند صاحب بھی اپنی جھلک دکھانے کے کچھ اُصول وضوابط رکھتے ہیں ۔ حضرتِ انسان کی طرح بے وقعت و بے وقتی نہیں ہیں جس کو حدیث شریف میں حضورِ اقدس ﷺ نے کتنے پیارے انداز میں صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فرمادیا ۔ صوبۂ سرحد میں چاند نظر آنے کے اُصول وضوابط شاید دُنیا سے جدا ہیں ۔ جب کہیں چاند نہیں ہوتا وہاں موجود ہوتا ہے ۔ بعض مرتبہ سعودی عرب سے بھی پہلے چاند وہاں موجود ہوتا ہے ۔ صوبۂ سرحد کی موجودہ تاریخ میں کبھی تیس روزے نہیں ہوئے ۔ ہمارے یہاں ۲۸ ر رمضان کے اَخبار جنگ میں ایک خبر شائع ہوئی کہ صوبۂ سرحد کے جید علماء کرام نے اِعلان کیا ہے کہ ہمارے آج ۲۹ روزے ہوجائیں گے اِس لیے بروز پیر عید الفطر ہوگی ۔ ظاہر ہے اُنہوں نے یہ اعلان اپنے اٹھائیسویں روزے کو کیا ہوگا ، جب ہی تو یہ اگلے دن کے اخبار میں آیا ۔ بھلا اِس اعلان کے بعد شہادتوں کا کیا تک ہے ۔ ہاں شاید ایسا تو کئی مرتبہ ہوا کہ شعبان کا مہینہ اٹھائیس دن کا ہوا ہے ۔ اِس سال جو دو دن کا فرق ہے اہل سرحد کہاں اس کو ضم کریں گے ؟

کراچی میں ایک عالم مولانا زرولی خان نے سرحد کے کسی عالم کو فون کر کے پوچھا کہ آپ نے چاند کی گڑبڑ کی ہے واقعی شہادت تھی؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس تیس چالیس مسلح نوجوان آئے اور کہا کہ آپ چاند کا اعلان کریں ورنہ ہم آپ کو بھون دیں گے۔ اِس لیے ہمیں اعلان کرنا پڑا۔ تو کیا سب کے پاس آئے تھے یا صرف ایک مولوی کے پاس؟ اس پر کمیٹی کا اجلاس ہمارے ۲۸ ویں روزے کو بلانے کی کیا ضرورت تھی؟ زونل رؤیت ہلال کمیٹی کے کیا اختیارات ہیں؟ آیا شہادتیں جمع کرنے کے بعد اعلان کا اختیار ہے یا نہیں؟ یا شہادتین مرکزی کمیٹی کو پہنچانے کے پابند ہیں؟ ہونا تو یہی چاہیے کہ زونل کمیٹی شہادتیں مرکز کو پہنچائے۔ صوبائی حکومتوں کو کوئی اختیار ہے کہ از خود رمضان کا روزہ رکھ لیں جبکہ سرحد کے علماء نے یہ اعلان کبھی نہیں کیا کہ چاند ہم نے دیکھا ہے، بلکہ یہی کہا ہے کہ ہمارے یہاں ۳۸، ۴۵ شہادتیں ہیں۔ کیا اتنی تعداد میں شہادتیں ہونے کے بعد بھی علماء وعوام کے مجمع کو چاند نظر نہیں آتا؟ کیا صوبۂ سرحد کے علماء جو ماشاء اللہ دین کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اِس میں اتنے پیچھے بلکہ فرقۂ بوہرہ کی طرح کیوں ہیں؟ اس کا جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

آخر میں سرحد میں چاند کی شہادت کی حقیقت ذکر کر دوں۔ ہمارے موجودہ قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن (اخباری اطلاع کے مطابق اس مرتبہ اُنہوں نے بھی ہمارے اُنتیس روزے پورے ہونے پر ''شہادت رؤیت'' کی اطلاع پر عید کر لی) ایک مرتبہ مردان گئے اُس علاقے کے کوئی عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ یہ ان کی عیادت کے لیے بھی چلے گئے، وہ رونے لگے۔ مولانا نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے مجھے اپنی آخرت کی فکر ہے، نہ جانے میں نے کتنی جھوٹی شہادتیں دے کر رمضان وعید کرادیں۔ یہ واقعہ اِس سال ۲۹ رمضان المبارک کو شوال کا چاند نظر نہ آنے پر سندھ کی زونل کمیٹی کے رکن علامہ قاری بشیر احمد نقشبندی نے مجھے سنایا۔

صوبۂ سرحد کے علماء وعوام اگر اسی طرح بغیر چاند کے اپنی عبادتیں کرتے رہے تو خطرہ ایک مرتبہ پھر ۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء جیسے سانحہ کا ہے اس لیے کہ لوگوں کی عبادتیں خراب ہو رہی ہیں جب کہ یوم الشک کا روزہ مکروہ تحریمی ہے اور اہل سرحد چاند صاحب سے اچھا گمان کرتے ہوئے ۳۰ شعبان کے روزہ رکھتے ہیں۔ وزارت مذہبی اُمور اس پر کوئی مثبت اقدام کرے تاکہ انتشار ختم ہو اور شرعی صورت باقی رہے۔ یا اِس معاملے میں صوبۂ سرحد کو الگ کر دے۔ نہ وہاں مرکزی کمیٹی کا اجلاس ہو اور نہ زونل کمیٹی کا وجود۔

عالم ربانی محدثِ کبیر عظیم المرتبت شخصیت

حضرت مولانا الحاج مظفر احمد صاحبؒ

﴿ جناب مولانا قاری محمد نور الحسن صاحب، کراچی ﴾

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مظہر انوارِ مدنی عارف باللہ محدثِ عظیم حضرت مولانا الحاج مظفر احمد صاحبؒ بانی و شیخ الحدیث جامعہ ریاض العلوم مینگزی، بوتھیدنگ اَرکان (برما) خلیفہ مجاز شیخ الاسلام والمسلمین قطب العالم والارشاد حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ سرزمینِ ارکان (برما) کے یکتائے روزگار، ولی کامل، شیخ الحدیث والتفسیر ماہر فنون علومِ دینیہ واُمورِ سیاسیہ کے وہ روشن مینار تھے جو نصف صدی تک ہر سو چمکتے رہے جن کی یاد اُن کی ہزاروں کی تعداد میں تلامیذ اور سینکڑوں خلفاء و مریدین، محبین و متعلقین سرزمین ارکان برما سے مشرقی پاکستان اب بنگلہ دیش سے ہوتے ہوئے پاکستان وسعودی عرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت پیر صاحبؒ کی ذاتِ گرامی اس دَورِ ظلمت میں ایک عظیم الشان مہرِ تاباں، محبوب و مقبول ترین شخصیت اور علم و عمل کے بدرِ منیر رہے اور عبادت و ریاضت، حسن اخلاق، محبتِ حق اور خدمتِ خلق میں اپنے شیخ و مرشد حضرت اقدس مدنیؒ جیسے خوگر و پابند اوقات تھے۔ خاندانی شرافت ونجابت میں جامع صفات کے مالک تھے۔ بلافرق وامتیاز عوام وخواص کے مرجع و منظورِ نظر تھے۔

حضرت پیر صاحبؒ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۸ء اپنے وطنِ مالوف میں پیدا ہوئے۔ خاندانی سلسلہ کچھ اس طرح ہے : مظفر احمد ولد الحاج فضل الرحمٰن ولد سید علی، نسلی اعتبار سے زمیندار صاحب ثروت و سخاوت تھے۔ علم و علماء دوست انصاف پسند تھے۔ ان کی خاندانی رواداری اور فیاضی زبانِ زد عام وخاص تھی۔ حضرت موصوف نے ہوش سنبھالنے کے بعد تقریباً چھ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے عمِ محترم حضرت مولانا الحاج ابوالقاسم صاحب کے پاس قرآن کریم کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم حاصل کی پھر چوتھی کلاس

تک اُردو وغیرہ پر مشتمل سرکاری سکول میں تعلیم حاصل کی۔ اس دوران عالمگیر جنگ ثانی کا انقلاب شروع ہوا، اس ہنگامہ خیز خونی سانحہ میں دو تین سال تعلیمی سلسلہ باضابطہ قائم نہیں رکھ سکے۔

۱۹۴۵ء کو جنگ فرو ہونے کے بعد علاقہ کے ایک مدرسہ میں چھ مہینے کے اندر اندر درجہ ثانیہ یعنی ہدایۃ النحو وقدوری تک کی کتابیں ختم کی۔ پھر اِس دوران شہر تنگ بازار میں حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحبؒ فاضل مظاہر العلوم سہارنپور نے ایک مدرسہ دارالعلوم عربیہ کے نام سے بنیاد رکھی۔ اس میں داخلہ لے کر مسلسل چار سال تک متوسطہ درجہ کی تمام عربی کتابیں پڑھ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۹۴۹ء کو ہندوستان کا رختِ سفر باندھا۔ وہاں جا کر اَزہر عالم اسلام جامعہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے لیا۔ پھر وہاں ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۳ء تک مسلسل پانچ سال مصروفِ تعلیم رہ کر تمام کتب متداولہ تفسیر وحدیث اور جملہ فنون عالیہ وآلیہ کی تکمیل کے بعد دورۂ حدیث کی تعلیم مکمل کی اور ہر ایک امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے پاس ہوتے رہے، گویا ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء کو سندِ فراغت حاصل کی۔

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد باطنی ورُوحانی علوم کے حصول کے لیے شیخ العرب والعجم امام ربانی حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور بلا ناغہ سفر وحضر میں ساتھ رہ کر مستفید ہوتے رہے۔ صحبتِ شیخ میں رہ کر اِس قدر ریاضت ومشقت کی کہ دو تین مہینے کے اندر اندر حضرت پیر صاحبؒ کو جذب غالب ہوگئے۔ خدا کا شکر ہے کہ اپنے شیخ ؒ کی خصوصی توجہ سے پھر اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ حضرت پیر صاحبؒ اپنے شیخ حضرت اقدس مدنیؒ کی ذاتی تربیت میں مسلسل چار سال تک رہ کر روز وشب ایک کر کے راہِ سلوک کے منازل طے کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اِس کے صلہ میں زمین سے آسمان تک پہنچا دیا۔

حضرت پیر صاحبؒ نے اپنے شیخ حضرت اقدس مدنیؒ کے بحرِ بیکراں سمندر میں غوطہ لگایا اور احسان و سلوک کے بلند وبالا فضا میں پرواز کی بالآخر ۱۹۵۷ء کو چار سال کے اختتام پر سلاسلِ اربعہ میں حضرت اقدس مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے خلیفۂ مجاز بنا کر اس روحانی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ آپ اُن کے کل ۱۶۷ خلفاء میں سے ۱۶۵ رواں نمبر ہیں۔ بعد ازاں اپنے وطن مالوف تشریف لا کر ایک مدرسہ عربیہ میں دو سال درس وتدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ پھر ۱۹۵۹ء کو اپنی معروف بستی مینگوی میں ''ریاض العلوم'' کے نام سے ایک اِدارہ قائم کیا

اوراس مدرسہ میں صبح وشام ایک کر کے محنت کی۔ تدریسی خدمات کے لیے ذی استعداد علماء کرام کو رکھا، بتدریج ترقی کرتے ہوئے یہ مدرسہ ایک جامعہ کی شکل اختیار کر گیا۔ ارکان کے معیاری جامعات میں اب یہ ''ریاض العلوم'' بھی ایک اعلیٰ اور معیاری جامعہ بن گیا ہے۔ اس اِدارہ میں عرصہ دراز سے دورۂ حدیث تک تعلیم ہو رہی ہے۔ حضرت پیر صاحبؒ بخاری شریف و ترمذی شریف کی تدریس بڑی شان وشوکت سے دیتے رہے اور دعوت و اِرشاد، رشد و ہدایت کے مشن پر اَسفار بھی مسلسل جاری رکھا، احسان وسلوک کا سلسلہ بامِ عروج پر تھا، اپنے مریدوں کی تربیت بھی فرماتے رہے۔

ماشاءاللہ اِس نصف صدی سے زائد زندگی پر سینکڑوں عمرے کیے۔ چار حج مبارک سے اللہ نے نوازا ہے۔ تقریباً سو (۱۰۰) کی تعداد میں علماء وفضلاء، خلفاء کرام ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں مریدین ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا، ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء کا حج آخری حج ثابت ہوا۔ حج اور اعمال مناسک سے فراغت کے بعد ۲۱ رذی الحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۲ رجنوری ۲۰۰۶ء بروز اتوار طوافِ وداع سے فارغ ہو کر جدہ ائیر پورٹ پر ایک جمِ غفیر معتقدین، مریدین ومحبین کے ساتھ وطن واپسی کے لیے تشریف لائے۔ دل میں درد سا محسوس کیا، دراصل یہ دردِ دل کا دورہ تھا۔ وہاں سے خدام جدہ ملک فہد ہسپتال لے گئے جہاں سعودی وقت کے مطابق دن کے ۲ ربجے ارضِ مقدس کے جوارِ حرم میں کل ۷۸ سال کی عمر میں جان جانِ آفریں کے حوالہ کر کے خالق حقیقی سے جاملے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

وہاں کے دستور کے مطابق تقریباً دو دن دو رات سرکاری کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد ۲۳ رذی الحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴ رجنوری ۲۰۰۶ء بروز منگل کو صبح فجر کی نماز کے بعد حرم مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف میں نمازِ جنازہ پڑھ کر جنت المعلّٰی میں ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سُلا دیے گئے اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ دَرَجَاتِہٖ فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ بِنِعْمَتِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

پسماندگان میں ایک بیوہ، گیارہ اولاد میں سے نو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ پانچ عالم فاضل ہیں، اپنی اپنی جگہ دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر صاحبؒ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کے تمام متعلقین ومسترشدین کو حضرتؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین۔

(نوٹ) مستقل حالات تفصیل کے ساتھ انشاءاللہ (تذکرہ مشائخ واکابر اَرکان) میں آرہا ہے۔

گلستان میں عجب افسردگی معلوم ہوتی ہے
پریشان گل ہیں رنجیدہ کلی معلوم ہوتی ہے

کسی کی موت کی شاید غمی معلوم ہوتی ہے
جو نرگس آج یہ روتی معلوم ہوتی ہے

ستارے نوحہ کن ہیں آسمان مصروف ماتم ہے
زمین پر ایک ہلچل سی مچی معلوم ہوتی ہے

ہر ایک لب پہ فغاں ہے فریادیں ہیں نالے ہیں
جدھر دیکھو صف ماتم بچھی معلوم ہوتی ہے

مظفر احمدؒ! تمہاری موت سے دُنیا کو دلی صدمہ ہے
جہاں میں آج اِک اُداسی معلوم ہوتی ہے

دینی مسائل

﴿ نکاح کا بیان ﴾

ولی کا بیان :

لڑکی اور لڑکے کا نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اُس کو ''ولی'' کہتے ہیں۔

مسئلہ : لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اُس کا باپ ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو دادا، وہ نہ ہو تو پردادا، اگر اِن میں سے کوئی نہ ہو تو سگا بھائی، سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی، پھر بھتیجا، پھر بھتیجے کا لڑکا، پھر بھتیجے کا پوتا یہ بھی نہ ہوں تو سگا چچا پھر سوتیلا چچا یعنی باپ کا سوتیلا بھائی پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اُس کا پوتا، پھر سوتیلے چچا کا لڑکا اور پوتا، یہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا ولی ہے پھر اُس کی اولاد۔ اگر باپ کا چچا اور اُس کے لڑکے، پوتے، پرپوتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا پھر اُس کے لڑکے پوتے پھر پرپوتے وغیرہ۔ یہ کوئی نہ ہوں تب ماں ولی ہے۔ پھر دادی پھر نانی پھر پرنانی پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو، پھر جو بھائی بہن ماں شریک ہوں پھر پھوپھی پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔

مسئلہ : بالغ عورت کا اگر کوئی جوان بیٹا ہو تو ولی ہونے میں اُس کا بیٹا اُس کے باپ پر مقدم ہے۔

مسئلہ : نابالغ شخص کسی کا ولی نہیں ہوسکتا اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہوسکتا اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہوسکتا۔

بالغ عورت میں ولی کے مسائل :

مسئلہ : بالغ یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے یا نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے جس کیساتھ جی چاہے نہ کرے۔ ولی نہ تو نکاح کرنے سے روک سکتا ہے اور نہ عورت کے بلا چاہے زبردستی اُس کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ ہی عورت کی مرضی کے خلاف پر زبردستی اپنی من مانی جگہ پر نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ : لڑکی جوان اور بالغ ہو تو نکاح سے پہلے ولی کا اُس کو یہ کہنا کہ فلاں جگہ سے تمہارا پیغام آیا ہے اور ہمارا اِرادہ ہے کہ وہاں تمہارا نکاح کر دیں، سنت ہے۔ ولی خود نہ پوچھے بلکہ عورتوں سے مثلاً لڑکی کی ماں کے ذریعہ پوچھوا لے تو اِس سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ : کسی ولی نے جوان لڑکی کا نکاح اُس سے پوچھے بغیر اور اُس کی اجازت کے بغیر کر دیا تو وہ نکاح اُس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔

مسئلہ : جوان کنواری لڑکی سے ولی نے آکر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلاں کے ساتھ کیے دیتا ہوں یا کر دیا ہے اِس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا چپکے چپکے رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کر دے تو صحیح ہو جائے گا یا کر چکا تھا تو صحیح ہو گیا۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے، جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں برا کرتے ہیں۔ اگر اجازت لینے پر لڑکی نے زور زور سے رونا شروع کر دیا تو یہ اجازت نہ سمجھی جائے گی بلکہ لڑکی کی عدم رضامندی سمجھی جائے گی۔

مسئلہ : اگر وہ لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ ایک نکاح پہلے ہو چکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے اِس سے اِس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہیے۔ اگر اُس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا۔ بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔

مسئلہ : باپ کے ہوتے ہوئے چچا، بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے اجازت دے تب اجازت ہوگی۔ ہاں اگر باپ ہی نے اُن کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا تھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اُسی کو پوچھنے کا حق ہو تو جب وہ خود یا اُس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لے اُس وقت چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔

مسئلہ : ولی نے کنواری بالغہ سے بے پوچھے اور بغیر اجازت لیے نکاح کر دیا۔ پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اُس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آکر خبر دی کہ تمہارا نکاح فلاں کے ساتھ کر دیا گیا تو اِس صورت میں بھی چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو جائے گی۔ اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے یا دو شخص ہیں تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر خبر دینے والا ایک

شخص اور غیر معتبر ہے تو چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ موقوف رہے گا۔ جب زبان سے اجازت دے دے یا کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے اجازت سمجھی جاتی ہو تب نکاح صحیح ہوگا مثلاً زبان سے عورت نے کچھ نہیں کہا لیکن جب شوہر (یعنی جس کے ساتھ اِس کا نکاح کیا گیا) اِس کے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا بلکہ صحبت پر قدرت دے دی یا شوہر نے اُس کو مہر دیا تو اُس نے مہر لے لیا تب بھی نکاح دُرست ہوگیا۔

مسئلہ : ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اِس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام ونشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اِتنا سمجھ جائے کہ یہ فلاں شخص ہے۔ اِسی طرح اگر مہر نہیں بتایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا اور عورت اِتنے پر راضی نہ ہوئی تو نکاح نہیں ہوا۔

مسئلہ : اگر کوئی بالغہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر خود ہی کسی سے نکاح کرلے اِس میں یہ تفصیل ہے :

(۱) اگر شوہر لڑکی کا کفو ہے اور مہر بھی مثل سے کم نہیں تو نکاح جائز ہے۔

تنبیہ : بالغ لڑکی کا اپنے ولی کے بغیر خود نکاح کرلینا اگرچہ کفو ہی میں ہو بڑی بے حیائی کی بات ہے اِس سے بچنا چاہیے۔

(۲) شوہر لڑکی کا کفو ہے لیکن مہر لڑکی کے مہر مثل سے کم مقرر ہوا ہو۔ اِس صورت میں نکاح ہوجاتا ہے لیکن ولی کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ عدالت سے مطالبہ کرے کہ لڑکی کا مہر مثل پورا کرایا جائے اور اگر شوہر پورا نہ کرے تو نکاح فسخ کردیا جائے۔

(۳) شوہر لڑکی کا کفو نہیں ہے۔ اِس صورت میں نکاح نہیں ہوتا اور باطل ہوتا ہے۔ حتی کہ اگر نکاح کے بعد ولی جائز بھی رکھے تب بھی صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اِس صورت میں نکاح سے قبل ولی کی اجازت کا ہونا شرط ہے۔ اجازت ہوجائے تو دوبارہ نکاح کرے۔

تنبیہ : اگر لڑکی کو شوہر کے غیر کفو ہونے کا علم نہ ہو اور کفو ہونے کی شرط کرکے یا بلاشرط کیے نکاح کیا ہو اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ وہ شخص کفو نہیں تو لڑکی پر واجب ہے کہ معلوم ہوتے ہی اُس سے الگ ہوجائے کیونکہ غیر کفو سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح دُرست ہی نہیں ہوتا۔

(۴) اگر بالغہ کا سرے سے کوئی ولی نہ ہو اور وہ غیر کفو میں نکاح کرلے تو وہ نکاح جائز ہوگا۔

مسئلہ : اگر لڑکا جوان ہو تو اُس پر بھی زبردستی نہیں کر سکتے اور ولی اُس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کرسکتا۔ اگر بغیر پوچھے نکاح کردے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر لڑکے نے اجازت دے دی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا۔ البتہ اِتنا فرق ہے کہ لڑکے کے فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی زبان سے کہنا ضروری ہے۔ (جاری ہے)

وفیات

بانیٔ جامعہ بڑے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے پرانے معتقد محترم الحاج غلام علی صاحب ۲۱ر نومبر کو پچیاسی برس کی عمر پا کر وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحوم پیشہ کے اعتبار سے تاجر تھے۔ نہایت عابد و زاہد اور تہجد گزار تھے۔ اِس عمر میں بھی فجر سے پہلے ورزش کے معمول پر قائم رہے، علماء اور دینی مدارس کی خدمت کے موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دِیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور اُن کے صاحبزادے محمد مصعب صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ کے قدیم فاضل جناب قاری خوشی محمد صاحب اور منظور شاہین صاحب کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد مریدکے میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ بہت نیک اور بے ضرر خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطاء فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۱ر شوال المکرّم/۴ر نومبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں درسِ نظامی کے داخلے شروع ہوئے۔ اِس سال اُستاذ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ صاحب نے جامعہ مدنیہ جدید میں ''تخصص فی الحدیث'' کی جماعت کا آغاز کیا، اللہ تعالیٰ آسان فرمائے اور قبول فرمائے، آمین۔

نومبر کے دوسرے ہفتے سالانہ تبلیغی اجتماع رائیونڈ کے موقع پر ملک کے اَطراف و اَکناف سے جامعہ مدنیہ جدید میں مہمانوں کی کثیر تعداد میں آمد و رفت رہی۔

۱۰ر نومبر کو لکی مروت سے جناب حاجی امان اللہ صاحب اور اُن کے صاحبزادے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور ایک دن قیام فرمایا۔

۱۱ر نومبر کو مکہ مکرمہ سے بعد از نماز مغرب مولانا فضل الرحمٰن صاحب درخواستی تشریف لائے اور حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سے ملاقات کی۔

۱۲ر نومبر کو بہاولنگر سے مولانا عبدالستار صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور ۱۳ر نومبر کو واپس تشریف لے گئے۔

۱۳ر نومبر کو جناب الحاج محمد یامین صاحب پراچہ مع اپنے رفقاء کے کراچی سے تشریف لائے، صبح کا ناشتہ اور دوپہر کا کھانا حضرت مہتمم صاحب کے گھر تناول فرمایا۔ بعدازاں واپس کراچی تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا سید محمود صاحب مدنی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء ہند پاکستان تشریف لائے اور ۱۳ر نومبر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے انہیں ہوائی اڈے پر دہلی کے لیے رُخصت کیا۔ قبل ازیں حضرت مولانا سید اَسعد صاحب مدنی قدس سرہٗ العزیز کی صاحبزادی صاحبہ اور داماد جناب مولانا سید انوار الرحمٰن صاحب جو کہ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے ہیں، پاکستان تشریف لائے۔ ۱۵ر نومبر کو یہ سب حضرات ہندوستان بخیریت واپس تشریف لے گئے۔

٢٢رشوال کو جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق شروع ہو گئے ، والحمد للہ۔ اِس سال طلبہ کی تعداد گزشتہ سال سے بھی بڑھ گئی۔ جگہ کے کم پڑ جانے کی وجہ سے شدید سردی میں طلباء مسجد کی چھت اور میدان میں رات گزار رہے ہیں۔

١٩رنومبر کو بعد از نمازِ ظہر حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ' کراچی کے پروفیسر عطاء اللہ صاحب حسینی اور محترم محمد راشد شیخ صاحب کے ہمراہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور جامعہ کی تعلیمی اور تعمیری ترقیات کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔

اسی دن بعد از نماز مغرب حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر طلباء سے افتتاحی بیان فرمایا۔

٢٠رنومبر کو بعد از نمازِ عشاء کراچی کے پروفیسر عطاء اللہ صاحب حسینی، محترم محمد راشد شیخ صاحب اور حافظ رشید احمد صاحب حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کے گھر کھانے پر مدعو تھے۔

٢١رنومبر کو مسجدِ حامد کی مزید تعمیر کا آغاز ہوا۔ مسجدِ حامد کے صحن کے تینوں اَطراف شمال، جنوب اور مشرقی برآمدوں کی تعمیر کے لیے نشانات لگانے کے بعد بنیادیں کھودی گئیں ، والحمد للہ۔

✿ ✿ ✿

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(١) مسجد حامد کی تکمیل

(٢) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(٣) کتب خانہ اور کتابیں

(٤) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)